دورِ فتن
عبداللہ اسلام

دورِ فتن

دوست اور دشمن کی پہچان

قربِ قیامت اور آخری معرکہ کے فریق اور ان کی حکمت عملیوں کا جائزہ
بحیثیت مسلمان ہماری انفرادی واجتماعی ذمہ داری، موجودہ صورتحال' ممکنہ لائحہ عمل

اور کرنے کے اصل کام

ترتیب وتلخیص: عبداللہ اسلام

شائع کردہ: محمد جاوید اقبال
ڈی ۱۰۔ا-گلشن اقبال-۱۴ کراچی ۔۷۵۳۰۰
فون 021-34146467

تاریخ کو ہے پھر معرکہ روح و بدن پیش
تہذیب نے ہے پھر اپنے درندوں کو ابھارا

نام کتاب : دورِ فتن

ترتیب و تلخیص : عبداللہ اسلام

اہتمام : اُسامہ تاشفین

ناشر : محمد جاوید اقبال

طبع اول : اکتوبر ۲۰۱۱ء

تعداد : 1000

ہدیہ : ۵۰ روپے

طابع : شاد پبلیکیشنز S-6 جامع مسجد 2B-18
کمرشل ایریا ناظم آباد ۲-کراچی
فون: 021-36605492

فہرست

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ نے یہ وسیع کائنات بے مقصد نہیں بنائی۔ اس نے زمین بنا کر اس میں بنی نوع انسان کے لیے رزق اور رہائش کا بندوبست کیا اور اسے جملہ مخلوقات پر فوقیت عطا کی، تاکہ ایک روز اُس سے کارکردگی کا حساب لے سکے۔ انسانوں کو اُن کے فرائض سے آگاہ کرنے کے لیے اُس نے ہر قوم اور ہر زمانے میں نبی اور رسول بھیجے حتیٰ کہ نبی آخرالزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اب یوم حساب تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اس لیے آخری دور کی تمام نشانیاں کلام اللہ اور احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بیان کردی گئیں تاکہ انھیں دیکھ کر مسلمان اس کی آزمائشوں سے آگاہ ہو جائیں۔ احادیث کے ہر معروف مجموعے میں بابِ فتن ملتا ہے۔ اور اسی لیے موجودہ دور کے کئی دردِ دل رکھنے والے علما نے آخری دور کے فتنوں سے عامۃ المسلمین کو آگاہی دینے کی غرض سے ان تھک محنت کی۔ جناب اسرار عالم بھی ایسے ہی ایک عالم ہیں جنھوں نے عمر عزیز کے ۳۰ برس دجال کی سازشوں کی تحقیق میں صرف کیے۔ اس مقصد کے لیے آپ نے عبرانی سیکھی اور یہودیوں کے اپنے مآخذ سے ان کی سازشوں کا حال بیان کیا جو وہ دجال کے ساتھ مل کر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کر رہے ہیں۔ اس میں نصاریٰ بھی ان کے ساتھ ہیں اور یوں قران کی اس ہدایت کی حکمت واضح ہوگئی جس میں یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بنانے کی ہدایت کی گئی ہے۔ اسرار عالم صاحب کی تحقیق کئی معاملات میں صحیح ثابت ہو چکی ہے۔ اس لیے ان کے سنجیدہ مطالعے کی اشد ضرورت ہے۔ جناب اسرار عالم کا اہم کارنامہ یہ ہے کہ پہلے انہوں نے قران وحدیث سے دورِ فتن کے بارے میں آگاہی حاصل کی۔ پھر یہ تحقیق کی کہ یہودی اسلام کے خلاف کیا سازشیں کر رہے ہیں اور اس مقصد کے لیے عبرانی سیکھی۔ اس طرح وہ یہ معلوم کرنے میں کامیاب رہے کہ عالم اسلام کو درپیش چیلنجز کی تہہ میں کون سی سازشیں پنہاں ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حضرت نوح کے بعد کوئی نبی نہیں آیا جس نے اپنی قوم کو دجال کے فتنے سے آگاہ نہ کیا ہو۔ حضور نے اپنی امت کو دجال کے فتنے سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جو مسلمان دجال کے فتنے سے محفوظ رہنا چاہے تو وہ ہر جمعہ کو سورہ کہف کی تلاوت کرے یا کم از کم اس کی اول و آخر دس آیتیں پڑھتا رہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی سرکشی اور نافرمانی کے سبب انہیں

انسانیت کی امامت سے معزول کر کے امت محمدیہ کو اس رتبے پر فائز کر دیا اس لیے یہودیوں نے اللہ تعالیٰ اور امتِ مسلمہ کے خلاف شیطان سے ساز باز کر لی۔ جناب اسرار عالم کی تحقیق کا کچھ حصہ تلخیص کی صورت میں اگلے صفحات میں مسلم نوجوانوں کے لیے مختصراً پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ ہماری فنا اور بقا کا مسئلہ ہے۔ زندگی اور موت کا سوال ہے۔ اس لیے امید ہے کہ نوجوان اسے توجہ سے پڑھیں گے۔ جب حق و باطل کا آخری معرکہ درپیش ہو تو کوئی منافق ہی اپنے روزمرہ کے معمولات میں مشغول رہ سکتا ہے۔

ہمیں اچھی طرح یہ حقیقت ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفا راشدین کا دور گذر چکا۔ تبع تابعین اور سلف صالحین کا زمانہ گذر چکا۔ اب اسلام کی بقا اور دینِ حق کی سربلندی کا ذمہ دار فقط امتِ مسلمہ کا عام فرد ہے۔ ہم میں سے ہر عاقل و بالغ مرد و زن سے سوال ہوگا کہ اس دورِ ابتلا میں ہم نے اپنے دین کی سربلندی کے لیے کیا قربانی دی اور اللہ عزوجل کی بے انتہا نعمتوں کے شکرانے میں اپنے مسلم بھائیوں کی خیر خواہی کے لیے کیا کیا؟ جب تک امام مہدی علیہ السلام آ کر زمامِ کار نہ سنبھال لیں ہمیں امت مسلمہ کا اتحاد برقرار رکھنا ہے۔ فرقوں سے الگ رہنا ہے اور قران کریم کے حکم کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام کے منتخب کردہ نام 'مسلمین' کے ساتھ وابستہ رہنا ہے۔ ہمیں کبھی نہیں بھولنا چاہیے کہ یہودیوں کے ستر فرقے بن گئے تھے اور عیسائیوں کے ۷۱ اور اسی طرح شیطان نے مسلمانوں میں ۷۲ فرقے بنا دیئے۔ حالانکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورہ آلِ عمران میں صاف صاف فرما دیا ہے: 'اور ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جنھوں نے فرقے بنا لیے اور واضح احکام آنے کے بعد ایک دوسرے سے اختلاف کرنے لگے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھیں قیامت کے روز بڑا عذاب ہوگا' (۱۰۵:۳)

کوئی فرقہ صحیح نہیں ہے خواہ اس کا نام کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی شیعہ بنتا ہے یا سنی، دیوبندی بنتا ہے یا بریلوی، اہلحدیث بنتا ہے یا اماموں کا پیروکار، وہ اپنے عمل کا خود حساب دے گا۔ ہم صرف اور صرف مسلم ہیں اور نبی آخرالزماں کے امتی اور یہ نسبت دنیا میں فتح اور آخرت میں ہماری کامیابی کے لیے کافی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جماعت کے ساتھ جُڑ کر رہو۔ یہی صحیح طرزِ عمل ہے۔ تمام برادرانِ اسلام سے درخواست ہے کہ میڈیا سے حتی الامکان گریز کریں کہ وہ دجالی نظام کا اہم جُز ہے اور عوام میں بے حیائی اور جھوٹ عام کرنے میں مصروف ہے۔

بندۂ احقر

محمد جاوید اقبال

وقت فرصت ہے کہاں! کام ابھی باقی ہے......

آدم نے اپنا سفر خلافت فی الارض سے شروع کیا۔اس کی برتری پر پہلا اعتراض اس کی ترکیب وساخت کو مدنظر رکھ کر کیا گیا۔ پہلے اعتراض کے نقص کو اللہ نے اس طرح ظاہر کیا کہ آدم نے الأسماء کے علم پر اپنی گرفت ثابت کردی۔____ یہ پہلا اعتراض فرشتوں کا تھا۔

آدم کی فضیلت پر دوسرا اعتراض بھی اس کی ترکیب وساخت کو مدنظر رکھ کر ہی کیا گیا تھا۔ ہر چند کہ پہلے اور دوسرے اعتراض میں نوعی فرق ہے۔ اس دوسرے اعتراض کے نقص کو ظاہر کرنا ہی انسان کی موجودہ تاریخ ہے۔____ یہ دوسرا اعتراض ابلیس کا تھا۔

اللہ تعالیٰ کائنات کا رب ہے اور اس کا ایک کائناتی ربانی منصوبہ ہے۔ اسی منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے مختلف زمانوں میں انبیاورسل تشریف لاتے رہے۔ ان انبیاورسل کے بالمقابل ابلیس اپنی کوششیں کرتا رہا تاکہ یہ ربانی منصوبہ کماحقہٗ پایہ تکمیل تک نہ پہنچ سکے۔ نبی آخرالزماں کی بعثت مطہرہ تک آتے آتے ربانی منصوبہ ایک بحرانی صورت حال اختیار کر چکا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اس ربانی منصوبے میں ایک بنیادی فیصلہ کیا گیا، اور وہ فیصلہ تھا امت محمدیہ کو آخری امت ھدیٰ اور امت وَسَط کے منصب پر فائز کرنا تاکہ یہ امت لتکونوا شھداء علی الناس کا فریضہ ادا کرکے پوری کائنات کو کامیابی سے ہم کنار کرے۔ اب اس پوری کائنات ____ مَا کَانَ وَمَا یَکُون ____ کی کامیابی کا انحصار اس امت وَسَط پر ہے۔ ربانی منصوبے کے حتمی اور سخت ترین مرحلے کا آغاز بعثت مطہرہ کے ساتھ ہی ہوگیا تھا۔ اس مرحلے میں اللہ کی مشیت ابلیس کو مجبور کررہی ہے کہ وہ اپنے مہیب ترین ہتھیار ____ دجال اکبر____ کو سامنے لے آئے۔ آنے والا وقت کس قدر ہولناک اور کس طرح ہلا ڈالنے والا ہے اس کا اندازہ کرنا بھی مشکل ہے۔ اس طوفانِ بلاخیز میں وہی ثابت قدم رہ پائیں گے جو راست قرآن وسنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے راہنمائی حاصل کررہے ہوں گے۔

صورت حال بلاشبہ بہت گھمبیر ہے۔ بڑی بڑی دینی شخصیات مداہنت خفی کا شکار ہوتی چلی جا رہی ہیں، ورنہ یہ وہ شخصیات ہیں جن سے دینی امور میں استکانت کا تصور بھی محال تھا۔ بساط حیات پر اللہ کے دین کو شہہ مات دی جا چکی ہے۔ امت کے ہر دو طبقات میں کسی بھی سطح پر کوئی طاقت نہیں پائی جاتی؛ نہ اس طبقے میں جو یہ کہے کہ زمین پر اللہ کا نظام ــــ الحکم ــــ قائم ہونا چاہیے اور ہمارا ایک خلیفہ ہو اور نہ اس میں جو یہ کہے کہ ہم زمین پر اللہ کا نظام ــــ الحکم ــــ قائم کریں گے ہمارے ہاتھ پر بیعت کرو۔ صورتِ حال کی یہی وہ نزاکت اور بے چارگی ہے جب اللہ 'نصرت طالوت' سے اپنے دین کی مدد کرتا ہے۔ اس امت کے طالوت کے مثیل حضرت مہدی علیہ السلام ہوں گے اور اس امت کے داؤد کے مثیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ اللہ اپنے دین کو کامیاب کر کے رہے گا، یہ کائنات ارتقا کے اعلیٰ ترین مقام پر پہنچ کر کامیابی سے ہم کنار ہوگی، یہی اس کا فیصلہ ہے۔ ہم امت وَسَط ہیں لہٰذا اب قیامت تک شہداء علی الناس کا فریضہ ہمیں ہی ادا کرنا ہے۔ ہم میں سے ہر شخص اپنی صلاحیتوں کے اعتبار سے مکلّف ہے اور ہر ایک سے اس کی صلاحیت اور طاقت کے لحاظ سے حساب لیا جائے گا۔ بحیثیت امت وَسَط ہمارے سامنے دو ہی راستے بچے ہیں:

(۱) اپنے منصب اور مقصد سے انکار کرتے ہوئے سپر ڈال دیں ــــ یا

(۲) امت وَسَط کے منصب اور مقصد کی نزاکتوں کا ادراک کرتے ہوئے اپنی ذمہ داریاں کماحقہٗ ادا کی جائیں۔

دونوں صورتوں میں مدت کار بہر حال بہت کم ہے۔

'مخمصہ مہدی' اپنے انجام کے اعتبار سے تاریخ انسانی کا بدترین مخمصہ ہے۔ امت میں رائج موجودہ تناظر علمی میں تو اس کی ہولناکی اور سوا ہو جاتی ہے۔ اسی بنیاد پر غالب اندیشہ یہی ہے کہ علماء و مشائخ کی اکثریت حضرت مہدی علیہ السلام کی پہچان اور اتباع میں ناکام ہو جائے گی، بلکہ ان کے خلاف صف آرا ہو جائے گی۔ علما و مشائخ کی لاعلمانہ طمانیت نے امت کو تباہی کے جس طوفان میں دھکیل دیا ہے، جناب مہدی علیہ السلام ہی اسے پار لگائیں گے۔ دجال کا ظہور اس کے خاتمے کی علامت ہوگی۔ وہ ظاہر ہونے کے کچھ ہی عرصے بعد جناب عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں مارا جائے گا۔ اس کے ظہور سے پہلے یہودی اس کی راہ ہموار کرنے کے لیے ایک عالمی حکومت تشکیل دیں گے۔ اس کے راستے کی ہر رکاوٹ کو ہٹانے کی کوشش کریں گے۔ زمین کے سارے وسائل بالواسطہ یا بلاواسطہ قبضہ میں لینے کی کوشش کریں

گے، اور اس باب میں یہودی تقریباً کامیاب ہو چکے ہیں۔ **معرکے کے لیے** سٹیج تیار کیا جا چکا ہے۔ دجال کی آمد کی ساری تیاریاں تقریباً مکمل ہیں اور زمین پوری طرح فساد فی الارض کی حالت میں آ چکی ہے۔ جیسا کہ عرض کیا گیا کہ دجال کا ظہور اس کے خاتمے کی شروعات ہوگی، اس لیے امت کی صلاحیتوں کا امتحان اس کے ظہور سے پہلے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ اس کے ظاہر ہو جانے کے بعد تو کسی کو مقابلے کا یارا نہ ہوگا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ حضرات مہدی و عیسیٰ علیہم السلام سے امت کی نصرت فرمائے گا۔

اس زمانے کے تعلق سے بحیثیت امت وَسَط ہم پر کڑی ذمہ داری عاید ہوتی ہے۔ معرکہ خیر، شر کا یہ مرحلہ اپنی شدت کے لحاظ سے سخت ترین مرحلہ ہے، کیونکہ دجال کا ظہور اسی مرحلے میں ہوگا۔ لہٰذا ہمیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے اپنی صلاحیتوں کے لحاظ سے اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ فتنۂ دجال اصل میں دجل کا فتنہ ہوگا، جہاں ہر چہار جانب دھوکا اور فریب ہی ہوگا۔ معاملات کی حقیقت کو دھوکے اور فریب کے نیچے چھپا دیا جائے گا۔ قرآن و احادیث کی نگاہ سے دیکھنے پر ہی حق اور باطل میں تمیز کی جا سکے گی۔ ابلیس کی ایک بہت بڑی اور ہمہ جہت کوشش یہ ہوگی کہ وہ حق کو مشتبہ بنا دے گا۔ عامۃ المسلمین ہی نہیں بلکہ امت کے اخص الخواص لوگ بھی فریب کھا جائیں گے۔ ایسے میں اپنی حتی الوسع کوشش کے ساتھ اللہ سے دعا بھی کرنی چاہیے کہ وہ ان فتنوں کو پہچاننے میں ہماری مدد کرے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس مہیب ترین آزمائش میں امت محمدیہ کو ثابت قدم رکھے اور مومنین کی مدد فرمائے۔

واللہ المستعان و علیہ التکلان۔

اسامہ تاشفین

عرضِ مؤلف

عموماً کتابوں کی ابتدا یا اختتام میں ان ماخذات یا مصادر کا ذکر کیا جاتا ہے جن کی مدد سے کتاب مرتب کی گئی، جن کا نقطہ نظر واضح کیا جاتا ہے، جن کا نظریہ پیش کیا جاتا ہے یا کتاب میں مندرجات نئے ہوتے ہیں۔ الحمد اللہ اس کتاب کے مندرجات نئے نہیں بلکہ قرآن و سنت کے مضامین ہیں۔ چنانچہ اس کے مصادر اور ماخذات قرآن کریم اور احادیث مبارکہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبے (بیان) سے پہلے ارشاد فرماتے تھے:

اِن الحمد للهِ نحمده و نستعينه و نستغفِره و نومن به و نتوكل عليه و نعوذ بِاللهِ مِن شرورِ انفسِنا و مِن سياتِ اعمالنا من يهدِهِ الله فلا مضِل له، و من يضلِله فلا هادِى له و اشهد ان لا اِله اِلا الله وحده لا شرِيك له و اشهد ان محمدا عبده و رسوله اما بعد !فاِن خير الحدِيثِ كِتاب الله و خير الهدىِ هدى محمد و شر الامورِ محدثاتها و كل محدثةٍ بِدع و كل بِدعةٍ ضلالة و كل ضلالة فِى النارِ---

ترجمہ: یقیناً سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں، ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اور اسی سے مدد مانگتے ہیں اور اسی سے بخشش چاہتے ہیں اور ہم اسی پر ایمان لاتے ہیں اور اسی پر بھروسہ کرتے ہیں اور ہم اس کی پناہ مانگتے ہیں اپنے نفس کی برائیوں سے اور اپنے اعمال کی شامتوں سے۔ جسے اللہ ہدایت کی راہ دکھائے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں ہے اور جسے اللہ گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت کی راہ دکھانے والا نہیں۔ اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ حمد و ثنا کے بعد! یقیناً تمام باتوں سے بہتر بات اللہ کی کتاب ہے اور تمام طریقوں سے بہتر طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور اور بدترین کام دین میں نئی باتیں (بدعت) نکالنا ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہے۔

(مسلم: كتاب الجمعة ، ترمذى: كتاب النكاح، ابن ماجه: كتاب النكاح، نسائى: كتاب الجمعة)

اس مسنون خطبے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ دو چیزیں اتنی اہمیت کی حامل تھیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبے میں انہیں اکثر بیان کرتے تھے اور وہ ہیں:

(١) فإن اصدق الحديثِ كتاب الله یقیناً تمام باتوں سے بہتر بات اللہ کی کتاب ہے —— اور

(٢) و احسن الهديِ هدى محمد اور تمام طریقوں سے بہتر طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

یعنی اسلام نام ہے اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا۔ اس کے سوا جو ہے وہ گمراہی ہے۔

درج ذیل چند قرانی آیات اور احادیث مبارکہ پیش ہیں، اس کتاب کے موضوع، غرض وغایت اور نتیجہ کے فہم کے لیے:

﴿وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾ (السجدہ:٢١)

ہم بڑے عذاب سے پہلے چھوٹے عذابوں کا مزہ چکھاتے رہیں گے، شاید کہ وہ باز آ جائیں۔

ولم ينقضوا عهدا لله وعهد رسوله الاسلط الله عليهم عدوا من غيرهم فأخذوا بعض مافى أيديهم، ومالم تحكم أئمتهم بكتاب الله ويتخيروا مما أنزل الله الاجعل الله باسهم بينهم۔

(سنن ابن ماجة: ج٢ ص١٣٣٢، رقم الحديث: ٤٠١٩۔ البيهقي: ج٧ ص٣٥١، رقم الحديث: ١٠٥٥٠، حديث صحيح)

ترجمہ: جب کوئی قوم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد (یعنی شریعت) کے مطابق فیصلے نہیں کرتی تو اللہ ان پر ان کے دشمنوں کو مسلط کر دیتا ہے جو ہاتھوں سے ان کے مال چھین لیتے ہیں اور جب کسی قوم کے حکمران اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلے نہ کریں اور اللہ کے نازل کردہ کلام کا مذاق اڑائیں تو اللہ تعالیٰ ان کو خانہ جنگی میں مبتلا کر دیتا ہے۔

﴿قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَسْتُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ حَتَّىٰ تُقِيمُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ﴾ (المائدة:٦٨)

ترجمہ: آپ کہہ دیجیے کہ اے اہل کتاب! تمہاری کوئی حیثیت نہیں جب تک کہ تم توراۃ اور انجیل کو اور جو کچھ اللہ نے تمہاری طرف نازل کیا ہے اس کو قائم نہیں کرتے۔

﴿كُتِبَ عَلَيْهِ أَنَّهُ مَن تَوَلَّاهُ فَأَنَّهُ يُضِلُّهُ وَيَهْدِيهِ إِلَىٰ عَذَابِ السَّعِيرِ﴾ (الحج:٤)

ترجمہ: ہم نے اس (شیطان) کے متعلق لکھ دیا ہے کہ جو کوئی اُسے دوست بنائے گا تو وہ اسے گمراہ کر دے

گا اور اسے آگ کے عذاب کی طرف لے جائے گا۔

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْآ اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا﴾ (سورۃالانفال:٢٩)

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرو گے تو اللہ تمہیں 'فرقان' (حق و باطل میں تمیز) عطا کردے گا۔

﴿عن عمران بن حدير عن أبي محلزقال اذاخرج الدحال كان الناس ثلاث فرق،......وفرقة تشايعه......واكثر من يشايعه من المصلين اصحاب العيال يقولون انا لنعرف ضلالته ولكن لانستطيع ترك عيالنا فمن فعل ذلك كان منه﴾

(السنن الواردة في الفتن ج:٦ ص:١١٧٨ واسناده صحيح)

ترجمہ: جب دجال آئے گا تو لوگ تین جماعتوں میں تقسیم ہوجائیں گے......(اس میں سے) ایک جماعت اس کے ساتھ شامل ہوجائے گی۔ یہ نماز پڑھنے والے اس کی حمایت کریں گے۔ یہ اکثر وہ لوگ ہوں گے جو بال بچوں والے ہوں گے، وہ کہیں گے کہ ہم اچھی طرح اس (دجال) کی گمراہی کے بارے میں جانتے ہیں لیکن ہم (اس سے بچنے کے لئے یا لڑنے کے لئے) اپنے گھر بار کو نہیں چھوڑ سکتے۔ سو جس نے ایسا کیا وہ بھی اس کے ساتھ شامل ہوگا۔

﴿قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليصحبن الدحال أقوام يقولون انا لنصحبه وانا لنعلم أنه كافر ولكنا نصحبه نأكل من الطعام ونرعى من الشحر فاذا نزل غضب الله تعالىٰ عليهم كلهم﴾ (الفتن لنعيم بن حماد: ج٢ ص٥٤٧، رقم الحديث:١٥٣٥)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دجال نکلے گا تو کچھ ایسے لوگ اس کے ساتھ شامل ہوجائیں گے جو یہ کہتے ہوں گے کہ "ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہ (دجال) کافر ہے۔ بس ہم تو اس کے اتحادی اس لیے بنے ہیں کہ اس کے کھانے میں سے کھائیں اور اس کے درختوں (یعنی باغات) میں اپنے مویشی چرائیں، چنانچہ جب اللہ کا غضب نازل ہوگا تو ان سب پر نازل ہوگا۔

﴿سيلي أموركم من بعدي رجال يعرفونكم ما تنكرون وينكرون عليكم ماتعرفون فلاطاعة لمن عصى الله﴾

(مستدرك حاكم: ج٣ ص٤٠٢ رقم الحديث ٥٥٣٠۔ مجمع الزوائد: ج٥ ص٢٢٦)

ترجمہ: میرے بعد تمہارے معاملات کے ذمہ دار ایسے لوگ بن جائیں گے جو تمہارے سامنے برائی کو نیکی کر کے دکھائیں گے اور نیکی کو برائی میں بدل دیں گے۔ پس (جان لو کہ) اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے کسی کی اطاعت جائز نہیں۔

اور یہ کیفیت ''دجال اکبر'' کے خروج کے وقت اپنے عروج کو پہنچ جائے گی۔

﴿عن حذیفة رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال فی الدجال ان معه ماء ونارفناره ماء بارد وماؤه نار﴾

(صحیح البخاری: ج ٦ ص ٢٦٠٨ رقم الحدیث ٦٧١١ ـ صحیح مسلم: ج٤ ص ٢٢٤٩، رقم الحدیث: ٢٩٣٤)

ترجمہ: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے متعلق فرمایا کہ اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوگی، اس کی آگ درحقیقت ٹھنڈا پانی ہوگا اور پانی آگ ہوگی۔

﴿بدأ الاسلام غریباً وسیعود غریباً کمابدأفطوبی للغرباء قالوایارسول الله ومن الغرباء؟ قال الذین یصلحون ثم فساد الناس﴾

(مجمع الزوائد: ج٧ ص ٢٧٨ ـ المعجم الاوسط: ج٩ ص ١٢ رقم الحدیث: ٨٩٧٧ ـ المعجم الکبیر: ج٦ ص ١٦٤ رقم الحدیث: ٥٨٦٧)

ترجمہ: اسلام کی ابتدا اجنبیت کی حالت میں ہوئی تھی اور ایک بار پھر اسلام اُسی اجنبیت کی حالت میں چلا جائے گا، سو مبارک باد ہے غربا کے لیے۔ پوچھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غربا کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ وہ لوگ جو لوگوں کے فساد میں مبتلا ہونے کے وقت ان کی اصلاح کریں گے۔

﴿بادروابالاعمال فتناکقطع اللیل المظلم، یصبح الرجل مومناویمسی کافراویمسی مومنا ویصبح کافرا﴾ (صحیح مسلم: ج١ ص ١١٠ ـ صحیح ابن حبان: ج ١٠ ص ٩٦)

ترجمہ: نیک اعمال میں سبقت کرو کیونکہ ایسے فتنے ہوں گے جیسے تاریک رات کے ٹکڑے کہ آدمی صبح کو مومن ہوگا اور شام کو کافر، شام کو مومن ہوگا اور صبح کو کافر۔

﴿قال سمعت رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم یقول ثم ان الناس دخلوا فی دین الله افواجاوسیخرجون منه افواجا﴾ (مسند احمد: ج٣ ص ٣٤٣، رقم الحدیث: ١٤٧٣٧)

ترجمہ: (حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہوئے تھے اور عن قریب فوج در فوج اس سے نکل جائیں گے۔

﴿قال حذیفه رضی الله عنه كان الناس يسئلون رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الخير وكنت اسأله عن الشر مخافة أن يدركني﴾ (صحیح بخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے بارے میں سوال کیا کرتے اور میں شر کے بارے میں سوال پوچھتا، اس خوف سے کہ کہیں یہ شر مجھے نہ آ پکڑے۔

﴿عن عمر بن الخطاب عن النبی صلى الله عليه وسلم قال سيصيب امتي في آخر الزمان بلاء شديد من سلطانهم لاينجو منه الا رجل عرف دين الله﴾

(جامع العلوم الحكم: ج ۱ ص ۳۲۰، اسناده فيه كلام)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کو آخری زمانے میں حکمرانوں کی طرف سے سخت مصیبت کا سامنا ہوگا' اس میں صرف وہ شخص نجات پا سکے گا جس نے اللہ کے دین کو ٹھیک پہچانا۔

جس طرح انسان کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہو جاتا ہے اسی طرح کچھ افعال واقوال ایسے ہوتے ہیں جن کے ارتکاب سے انسان لاشعوری طور پر اسلام کی سرحدوں' توڑ کر اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ جس طرح وضو کے کچھ نواقص ہوتے ہیں جن سے وضو باقی نہیں رہتا بالکل اسی طرح کچھ نواقص اسلام کے بھی ہیں۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ دین اللہ کی صحیح معرفت حاصل کی جائے یعنی ہر مسلمان ان امور کو جانے جن پر اس کے اسلام کا دارومدار ہے کیونکہ آخر زمانے میں لوگوں کی اکثریت ان تقاضوں کو نہ جاننے کی وجہ سے فوج درفوج دین سے نکل جائے گی اور ان کو پتہ بھی نہیں چلے گا چنانچہ یہ اللہ رب العالمین کا بھی حکم ہے کہ ہر مسلمان کلمہ طیبہ کے تقاضوں کو جانے اور ان پر عمل کرے۔

ہر صاحب بصیرت جس کو اللہ تعالیٰ نے قلب سلیم اور اپنے دین کے صحیح فہم سے نوازا ہو، وہ اس بات سے انکار نہیں کرے گا کہ موجودہ حالات اس بات کی نشاندہی کر رہے ہیں کہ آنے والے دنوں میں ایسے گونگے اور بہرے، گھٹا ٹوپ اور تیرہ و تاریک فتنے ظہور پذیر ہوں گے جو ایسا رگڑا دیں گے جیسے چمڑے کو زمین پر پٹخا اور رگڑا جاتا ہے، جو ایسی چوٹیں لگائیں گے جن کی تاب کوئی نہ لا سکے گا، اور ان فتنوں میں سب سے بدترین فتنہ جس سے ہر نبی نے اپنی قوم کو ڈرایا وہ 'دجال اکبر' کا فتنہ ہے، اور اس فتنے کو دنیا میں ہونے والے ہر فتنے کا موجب اور منبع قرار دیا۔

﴿لیس من فتنة صغیرة و لا کبیرة الا تضع لفتنة الدجال فمن نجا من فتنة ما قبلها نجا منها

(مسند البزار: ج۷ص۲۳۲ رقم الحدیث:۲۸۰۷۔مسند احمد: ج۵ص۳۸۹ رقم الحدیث: ۲۳۳۵۲ مجمع الزوائد: ج۷ص۳۳۵ رجاله رجال الصحیح)

ترجمہ: آج تک دنیا میں کوئی بھی چھوٹا بڑا فتنہ ظاہر نہیں ہوا مگر یہ کہ وہ دجال کے فتنے کی وجہ سے ہے، سو جو کوئی اس کے فتنے سے پہلے فتنوں سے بچ گیا وہ دجال کے فتنوں سے بھی بچ جائے گا۔

اس افسوس ناک صورتحال سے زیادہ کرب کی بات یہ ہے کہ امت محمدیہ ____ جو دنیا کا واحد گروہ ہے جسے ماضی، حال اور مستقبل کا کافی علم قرآن وسنت کی صورت میں دیا گیا ہے ____ آج حیران اور ناواقف راہ بھٹک رہی ہے اور دنیا کی تاریکیوں سے روشنی کی بھیک مانگ رہی ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اب ان فتنوں کے ظہور کی رفتار تیز تر ہوتی محسوس ہو رہی ہے گویا:

﴿خروج الآیات بعضها علی اثر بعض یتتابعن کما تتابع الخرز فی النظام﴾

(الطبرانی الاوسط، مجمع الزوائد: ج ۷ص ۳۳۱)

ترجمہ: نشانیوں کا خروج یکے بعد دیگرے ہوگا، اس طرح پے در پے آئیں گی جس طرح لڑی (ٹوٹنے کے بعد) پروئے ہوئے دانے آتے ہیں۔

ان حالات کا تقاضا ہے کہ قرآن واحادیث مبارکہ کی روشنی میں صورتحال کا گہرائی سے جائزہ لیا جائے، موجودہ حالات کی تبدیلی کو صحیح زاویہ سے دیکھا جائے اور آئندہ کے لیے صحیح خطوط کار کی نشان دہی کی جائے تاکہ امت اپنے فرضِ منصبی کو کما حقہٗ سرانجام دے کر پوری انسانیت کو کامیابی سے ہم کنار کرے۔ چنانچہ انہیں امور کو پیش نظر رکھ کر یہ کتاب مرتب کی گئی ہے جس میں اس موضوع سے متعلق مختلف عنوانات کے تحت بات کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کوشش کو قبول فرمائے اور اس میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

اصل دشمن

قَالَ اَنۡظِرۡنِیۡۤ اِلٰی یَوۡمِ یُبۡعَثُوۡنَ (١٤) قَالَ اِنَّکَ مِنَ الۡمُنۡظَرِیۡنَ (١٥) قَالَ فَبِمَاۤ اَغۡوَیۡتَنِیۡ لَاَقۡعُدَنَّ لَہُمۡ صِرَاطَکَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ (١٦) ثُمَّ لَاٰتِیَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَیۡنِ اَیۡدِیۡہِمۡ وَ مِنۡ خَلۡفِہِمۡ وَ عَنۡ اَیۡمَانِہِمۡ وَ عَنۡ شَمَآئِلِہِمۡ ؕ وَ لَا تَجِدُ اَکۡثَرَہُمۡ شٰکِرِیۡنَ (١٧) قَالَ اخۡرُجۡ مِنۡہَا مَذۡءُوۡمًا مَّدۡحُوۡرًا ؕ لَمَنۡ تَبِعَکَ مِنۡہُمۡ لَاَمۡلَـَٔنَّ جَہَنَّمَ مِنۡکُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ (١٨)

(سورۃ الاعراف)

ترجمہ: اس (ابلیس) نے کہا کہ مجھ کو مہلت دیجیے قیامت کے دن تک۔ (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا تجھے مہلت دی گئی۔ پھر اس نے کہا کہ بسبب اس کے کہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے، میں بھی قسم کھاتا ہوں کہ میں ان (کو گمراہ کرنے) کے لیے تیری سیدھی راہ پر بیٹھ جاؤں گا۔ پھر میں ان پر حملہ کروں گا ان کے آگے سے بھی اور ان کے پیچھے سے بھی اور ان کے دائیں سے بھی اور ان کے بائیں سے بھی اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہاں سے ذلیل وخوار ہو کر نکل جا۔ ان میں سے جو شخص بھی تیرا کہا مانے گا میں ضرور تم سب سے جہنم کو بھر دوں گا۔

☆ ابلیس کے لغوی معنی: تباہ کرنے والا، شیطان کے لغوی معنی: رکاوٹ ڈالنے والا، دور کرنے والا اور مخالف

☆ قرآن کے مطابق ابلیس اللہ کا نافرمان ضرور ہے اس لیے کہ اس نے اللہ کے حکم سے سرتابی کی۔ لیکن وہ نہ تو اِس کا منکر ہے کہ اللہ کو حکم دینے کا اختیار اور حق ہے، نہ وہ اِس بات کا منکر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

☆ اور صرف یہی نہیں بلکہ وہ کسی صورت سے باری تعالیٰ کے اقتدار کو چیلنج نہیں کرتا بلکہ اس کی حیثیت کا قائل ہے اور اپنے بارے میں یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ وہ ہر اعتبار سے اس اقتدارِ اعلیٰ کا مطیع ہے۔

☆ یہ ایک عجیب وغریب المیہ اور انسان کے لیے آزمائش ہے کہ ابلیس کی کوششوں کا بنیادی محور انسان سے گناہ کروانا نہیں بلکہ ذات باری تعالیٰ اور اس کے اقتدارِ اعلیٰ کا انکار کروانا اور اپنی حیات سے حضرت باری

تعالیٰ کی ایک ایک نشانی مٹادینا ہے۔ جب کہ خود ابلیس کی پوری ذات حتیٰ کے اس کی موجودہ زندگی بھی اللہ کی اطاعت میں گزر رہی ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا: 'نکل اس سے بے شک تو دھتکارا ہوا ہوگیا' لیکن اس نے اپنے کو اطاعتِ الٰہی کے دائرے سے نکلنے سے اس طرح بچالیا کہ اس نے درخواست پیش کی: 'اے میرے رب مجھے دوبارہ اٹھائے جانے کے دن تک مہلت دے' (حجر ۳۷) اور اللہ تعالیٰ نے اس کی درخواست قبول فرمائی: 'بے شک تو ان میں سے ہوگیا جن کو وقت معلوم کے دن تک مہلت دے دی گئی ہے' (حجر ۳۸)

☆اس نے رب تعالیٰ سے اپنے مؤقف کو مزید واضح اور مؤکد کرتے ہوئے کہا: اے رب! جیسا آپ نے مجھے برباد کیا اسی طرح میں بھی ان سب کو زمین میں کشش دے کر برباد کروں گا سوائے تیرے مخلص بندوں کے۔

☆ابلیس اپنے دل میں سمجھتا تھا کہ وہ 'مقام عظیم' جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اس کا وہی مستحق ہے۔ (اسی لیے) اس نے یہی قیاس کیا کہ (آدم کو سجدہ کا) یہ فیصلہ دراصل اس 'مقام عظیم' جس کا وہ خود کو مستحق سمجھتا تھا، سے معزولی کا اعلان پہلے ہے اور سجدہ کرنے کا حکم بعد میں۔

☆اللہ تعالیٰ نے اپنی شان ربوبیت کا ایک اور ظہور فرمایا اور ایک نئی سنت جاری فرمادی۔ اور اس کے تحت ابلیس کے استغاثہ کو تین شقوں میں بانٹ کر حجت قائم کرنے کے لیے قبول فرمالیا:

(۱) ابلیس کا مطیع و فرمانبردار ہونے پر اپنے کو مستحق سمجھنا غلط تھا۔

(۲) آدم کے ساتھ رعایت (Grace) کی گئی اور ابلیس کے ساتھ عدم رعایت۔

(۳) آدم کے ساتھ جانبداری (Favour) کی گئی اور ابلیس کے ساتھ عدم جانبداری۔

دوسری شق: ہر چند کہ فی الواقع آدم کے ساتھ رعایت اور ابلیس کے ساتھ عدم رعایت نہیں کی گئی تھی لیکن محض حجت قائم کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے ابلیس کے ساتھ علانیہ رعایت (Grace) کا معاملہ کیا۔ قال فانك من المنظرين یہاں دو نکتے اہم ہیں (۱) ابلیس کا اصلی جرم تو سجدہ نہ کرنا ہے (۲) المنظرین میں اجازت دیے جانے کے بعد سے الوقت المعلوم تک کی مدت میں ابلیس کے ذریعہ کیا گیا عمل اس کے لیے 'مفرد جرم' میں شامل نہیں۔ چنانچہ ایک کے بجائے اللہ تعالیٰ نے اسے دو رعایتوں (Grace) سے نوازا۔ یعنی پہلی رعایت یہ کہ حکم عدولی کے فوراً بعد اسے سزا نہیں دی۔ فاخرج (نکل جاؤ) اور فانك رجيم (پس تو مردود قرار دے دیا گیا) سزا نہیں یہ تو صرف ناراضگی ہے۔ دوسری

رعایت یہ کہا المنظرین سے الوقت المعلوم تک کی پوری مدت گویا ''چھوٹ'' میں داخل ہے۔تیسری شق کے تعلق سے اللہ تعالی نے اس طرح حجت قائم کی کہ جس آدم کے تعلق سے جانبداری کا الزام لگایا گیا تھا اس کے تعلق سے ایک سنت جاری فرمائی۔اور وہ سنت درج ذیل طریقہ سے روبہ عمل میں لائی گئی:
مسلم کی روایت ہے:

ترجمہ: جہنم شہوات سے چھپادی گئی اور جنت تکلیف دہ، مشکل، ناپسندیدہ اور گراں چیزوں سے (متفق علیہ سوائے مسلم کے جس نے چھپادی گئی ہے کے بجائے ڈھانپ دی گئی ہے لکھا ہے)
مسلم کی روایت ہے: ترجمہ: دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے (مسلم)

زمین پر اہل حق اور معرکہ حق کی پوری تاریخ اس بات کا ثبوت پیش کرتی ہے کہ اہل حق حزب اللہ ہوتے ہوئے بھی ہمیشہ مفلس، تنگ دست، مظلوم، اذیت دیے گئے اور بے چارگی کی حالت میں رہے۔اور اہل باطل حزب الشیطان ہوتے ہوئے بھی ہمیشہ خوشحال، ظلم پر قادر اور اذیت دینے والے، آزاد اور بے مہار رہے۔

پہلی شق کے مطابق اللہ تبارک وتعالی کے نزدیک کسی بندے کی یہ شان عبدیت نہیں کہ وہ استحقاق کا دعوی کرے۔ چنانچہ اس روئے زمین پر اللہ تعالی کے انبیا نے اسی کو ثابت کر دیا اور اللہ کے اولوالعزم انبیا نے تو وہ مثال قائم کردی جو انسان ہی نہیں ساری مخلوقات کے لیے سرمایہ فخر ہے اور وہ غیر معمولی اسوہ حسنہ جو ان انبیائے کرام نے قائم فرمایا یہ تھا:

''اپنی جان اپنا مال اپنی زندگی ہر چیز اللہ کی رضا کے لیے قربان کر دینا اور اس کے بعد بھی یہی اظہار کہ اے اللہ تیرا حق ادا نہ ہوسکا۔ہم اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرتے ہیں۔ہمیں معاف فرمادے۔''

''اور جب ابراہیم کے رب نے اسے کلمات سے آزمایا تو اس نے انہیں پورا کر دیا۔'' (البقرة:۱۲۴)

''اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف کردے تو تو ہی ہے زبردست حکمت والا ہے۔'' (حضرت عیسی) (المائدہ:۱۱۸)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں دن بھر میں ستر بار اللہ تعالی سے استغفار اور توبہ کرتا ہوں۔ (بخاری)

امت مسلمہ کی موجودہ حالت کا ایک تجزیہ

خاتم الانبیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ کے سبب امت محمدیہ آخری امت ھدیٰ اور امت وَسَط کے منصب پر فائز ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ یہ امت ابلیس اور اس کے تمام حلیفوں اور ان کی فوجوں کے حملوں کا واحد نشانہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات سے اب تک بیرونی طور پر ابلیس اور اس کی افواج کے حملوں اور امت کے اندر پیدا ہونے والی کمزوریوں اور کوتاہیوں کے نتیجے میں امت مسلسل ٹوٹتی، بکھرتی اور کمزور ہوتی چلی گئی۔ امت کا یہ بحران آج اپنی آخری حدیں پار کر رہا ہے۔ چنانچہ امت اس وقت دو عظیم مسائل سے دوچار ہے:

(۱) مسئلہ اول: قائدین کا فقدان

عالمی سطح سے مقامی سطح تک امت ہر طرح کے اہل قائدین سے خالی ہو چکی ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ خاص طور پر تین پہلوؤں اور شعبۂ زندگی کے تناظر میں امت اہل قائدین سے ناقابلِ بیان حد تک خالی ہو چکی ہے۔ قائدین کے درج ذیل تین پہلو یہ ہیں:

(۱) حکمران: اعلیٰ ترین سطح سے ادنیٰ ترین سطح تک امت اہل حکمرانوں سے خالی ہو چکی ہے۔ مسلمانوں پر حکومت کرنے والے حکمران ایمان، عملِ صالح اور فراستِ ایمانی سے محروم ہو چکے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ ایک مسلم حکمران کے مقصد حکمرانی، آداب حکمرانی اور حمیت حکمرانی سے بالکل نابلد ہو چکے ہیں۔

(۲) علما: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سے ہی علما کم ہوتے چلے آرہے ہیں۔ ہر مرنے والا اپنے ساتھ علم کا ایک حصہ لے کر جاتا رہا ہے۔ آج اس تعلق سے بدترین حالات کا سامنا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فانی امرأ مقبوض والعلم سینقبض ویظهر الفتن۔ (مشکوۃ، باب کتاب العلم: ص ۳۸)

ترجمہ: بے شک میں بھی ایک آدمی ہوں جو اٹھالیا جاؤں گا اور علم بھی اٹھالیا جائے گا اور فتنے ظاہر ہوں گے۔

ان اللّٰہ لایقبض العلم انتزاعاً ینتزعه من العباد ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتیٰ اذا لم یبق عالمٌ اتخذ الناس رؤُوسا جھالا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا۔

(صحیح البخاری: ج۱ ص ۵۰)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ (قرآن وسنت کے) علم کو اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ لوگوں کے دلوں سے نکال لے بلکہ علم کو اس طرح اٹھایا جائے گا کہ علما کو اٹھالیا جائے گا یہاں تک کہ جب کوئی بھی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا بنالیں گے، ان سے مسئلہ پوچھیں گے اور وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے لہٰذا وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ علمائے وقت آج علم اور ہمت سے خالی ہو چکے ہیں الا ماشاء اللہ۔ لہٰذا علم اور حمیتِ دینی کے فقدان نے ان کو حق و باطل کو کھول کر بیان کرنے سے روک دیا ہے۔ کہا یہ جاتا ہے کہ علمائے وقت قرآن وسنت کا علم رکھتے ہیں اور وہ عصری علوم سے واقف نہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ علمائے وقت عصرِ حاضر کے علوم سے شاید کچھ واقفیت رکھتے ہوں مگر قرآن وسنت کا اصل علم ان کے ہاں بھی پسِ پردہ چلا گیا ہے۔ صرف چند ہستیاں ہیں جو قرآن وسنت کے اصل علم سے واقفیت رکھتی ہیں اور وہ علم وہمت سے خالی نہیں۔ اللہ انہیں اپنے حفظ وامان میں رکھے۔

(۳) عصری علوم کے دانشور: مسلم دانشوران کی غالب اکثریت عصری علوم کی حقیقت سے واقف تو نہیں لیکن اس کے سحر میں ضرور گرفتار ہے۔ ان کے اندر خواہشاتِ نفسانی اس قدر رچ بس گئی ہے کہ اس کی تکمیل کے لیے یہ طریقہ مقرر کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی علمی اور فکری ترقی کا واحد راستہ یہ قرار دیتے ہیں کہ زندگی کہ ہر معاملہ میں مغرب کی تقلید کی جائے۔

شاید اس تمام صورتِ حال کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انی اخاف علی امتی من ثلاث من زلة عالم ومن ھوی متبع ومن حاکم جائر۔

(مسند بزار، مجمع الزوائد ج: ۱ ص: ۱۶۵)

ترجمہ: مجھے اپنی امت پر تین باتوں کا خوف ہے۔ عالم کا پھسلنا اور اور خواہشاتِ نفسانی کی پیروی اور ظالم حکمران۔

(۲) مسئلہ دوم: نظامِ اسلامی کا انہدام

عالمی سطح سے مقامی سطح تک امت نہ صرف ہر طرح کے اہل قائدین سے خالی ہو چکی ہے بلکہ اس نظام سے بھی محروم ہو چکی ہے جو امت کے اندر اہل قیادت کی فراہمی کے ساتھ ان کی صفاتِ قیادت کی تعمیر اور تشکیل میں معاون ثابت ہوتا تھا۔ اہل قائدین کا خلا نئے اہل قائدین سے پر کیا جاسکتا تھا لیکن قیادت کے نظام کے انہدام نے اہل قائدین کے خلا کو پر کیے جانے کی ہر صورت کو تقریباً ناممکن بنا دیا ہے۔ اور اب صورتحال یہ ہے کہ:

حکومت: حکومت اسلامی طرزِ حکمرانی سے خالی ہے۔

مسجد: مساجد جو کہ اہل اسلام کے سیاسی، عدالتی، معاشی اور علومِ قرآنی اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیک وقت مراکز تھیں، احادیث مبارکہ کے مطابق آباد تو ہیں مگر رُشد و ہدایت سے خالی ہیں۔

معاشرہ: معاشرہ اسلامی طرزِ حیات سے خالی ہو چکا ہے۔

گھر: گھر جو اسلامی طرزِ حیات کی بنیادی اکائی ہوتا ہے، وہاں سے بھی اسلامی طرزِ حیات ناپید ہو چکا ہے۔

(۳) مسئلہ سوم: عامۃ المسلمین کی ابتلا اور آزمائش

اہل قائدین کے فقدان اور نظام اسلامی کے انہدام نے عام مسلمانوں کو اس وقت سخت آزمائش میں ڈال رکھا ہے۔ آج پوری دنیا میں عام مسلمان ہر طرح کی مصیبتوں، ذلتوں، اذیتوں اور تکلیفوں سے دوچار کر دیے گئے ہیں۔ دنیا میں ہر جگہ مسلمان دہری مار سہہ رہے ہیں۔ ایک طرف اسلامی نظام حیات کے منہدم ہونے کے بعد مسلمانوں کے قائدین یعنی حکمراں، علمائے وقت اور عصری علوم کے دانشور انہیں اندر سے اذیت پہنچا رہے ہیں تو دوسری طرف ابلیس اور اس کی فوجوں نے باہر سے ان کو تختۂ مشق بنایا ہوا ہے۔ یہی عامۃ المسلمین وہ ہیں جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبتِ خاص ہے۔ انہیں پر اللہ تعالیٰ کی رحمتِ خاص بھی سایہ فگن رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے قائدین کی فریب کاریوں اور استبداد اور دشمنوں کے مظالم کے باوجود اُس کے عزم اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے دین سے تمسک میں کوئی کمی نہیں آئی ہے۔ کیفیت یہ ہے کہ موجِ خون کے سر سے گزرنے کا سلسلہ چاہے ختم

ہونے کا نام نہ لے لیکن یہ امت آستانِ یار سے اٹھنے کو تیار نہیں۔

اس امت کے حکمران...... آج نام نہاد روشن خیال، قدامت پسند، سرمایہ دار، سوشلسٹ، لبرل، جمہوریت نواز اور ڈکٹیٹر ہو سکتے ہیں۔ ان کے علماء، علمائے سوٗ گمراہوں کے سردار اور قرآن کریم کی اس آیت کے مصداق ہو سکتے ہیں۔

﴿مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ط كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ۝﴾ (الروم:۳۲)

ترجمہ: ان لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور خود بھی گروہ در گروہ ہو گئے، ہر گروہ اس چیز پر جو اس کے پاس ہے، مگن ہے۔

مغربی تہذیب سے متاثرہ عصری علوم کے دانشور...... سرمایہ دار، جاگیر دار حکمرانِ وقت کے وفادار حتیٰ کہ غیروں یعنی یہود و نصاریٰ کے چاؤش (چمچے) ہو سکتے ہیں۔

لیکن یہ عام مسلمان ہر حال میں صرف عام مسلمان رہا ہے جو اللہ اور اس کے رسول اور اس کے دین سے محبت کرتا ہے۔ عام مسلمان 'فسق عمل' میں تو مبتلا ہو سکتا ہے لیکن 'فسق ایمان' میں بفضلہ تعالیٰ وہ کبھی مبتلا نہیں ہوا۔ اس کے برخلاف اس کے قائدین خواہ 'فسق عمل' میں بظاہر مبتلا نظر نہ آئیں لیکن چند ہی ایسے ہوں گے جو 'فسق ایمان' سے آلودہ نہ ہوں۔ 'فسق عمل' سے مراد ہے کفر و ارتداد کے علاوہ عام گناہوں اور معاصی کے مرتکب ہونا ہے اور ''فسق ایمان'' سے مراد ہے اپنے ذاتی مفادات اور دنیا کے تھوڑے سے نفع کی خاطر ایسے افعال یا ایسے اقوال کا اختیار کرنا جو اسلام کی عمارت کو ڈھا دینے والے ہوں۔ یہ عام مسلمان بظاہر 'فسق عمل' میں لاکھ مبتلا سہی لیکن کسی بھی موقع پر اللہ، اس کے رسول اور اس کے دین کی حرمت کے لیے سب سے پہلے اپنی جان پیش کرتا ہے۔ جبکہ وقت کے درباری علما 'فسق عمل' میں بظاہر مبتلا نظر نہ آئیں لیکن اپنی دنیا بچانے، جاہ و منصب حاصل کرنے یا اسے برقرار رکھنے کے لیے وقت کے فرعونوں کے سامنے سب سے پہلے اپنے ایمان کو پیش کرتے ہیں۔

معرکہ کے دو فریق

﴿قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَأُخْرٰى كَافِرَةٌ﴾

(آل عمران:۱۳)

ترجمہ: یقیناً تمہارے لیے عبرت کی نشانی ہے ان دو جماعتوں میں جو ایک دوسرے سے ٹکرا گئی تھیں، ایک گروہ تو اللہ کی راہ میں لڑ رہا تھا اور دوسرا گروہ کافروں کا تھا۔

یہ آیات غزوۂ بدر کے حوالے سے نازل ہوئیں لیکن ایک بار پھر دنیا دو گروہوں میں بٹنے والی ہے اور ہر کسی کو ان دونوں میں سے کسی ایک گروہ کا انتخاب کرنا پڑے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذصار الناس فی فسطاطین: فسطاط ایمان لانفاق فیہ، فسطاط نفاق لاایمان فیہ فاذا کان ذاکم فانتظروا الدجال من یومہ أو من غدہ۔

(ابو داود ج:٤ ص:٩٤۔ مستدرک حاکم ج:٤ ص:۱۳٥۔ الفتن نعیم بن حماد واسنادہ صحیح)

ترجمہ: جب لوگ دو خیموں (یعنی دو جماعتوں) میں تقسیم ہو جائیں گے، ایک اہل ایمان کا خیمہ جس میں نفاق بالکل نہ ہوگا، دوسرا منافقین کا خیمہ جس میں بالکل ایمان نہ ہوگا تو جب وہ دونوں گروہ اکٹھے ہو جائیں (اہل ایمان ایک طرف اور منافقین ایک طرف) تو تم دجال کا انتظار کرو کہ آج آئے یا کل۔

لہٰذا عن قریب دنیا دو طبقوں یا گروہوں میں بٹ جائے گی جن کے دو متصادم مقاصد ہوں گے۔

فریق اول درج ذیل گروہ پر مشتمل ہے:

(۱) اللہ رب العالمین۔

(۲) ملائکہ

(۳) علمائے حق جو معتوب اور غیر معروف رہے

(۴) عامۃ المسلمین جن کے قائد حضرت مہدی ہوں گے

(۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام ــــــ اور

(۶) نباتات وجمادات

دوسرا گروہ:

فریق ثانی میں ابلیس، دجال اکبر اور یہودیوں کے علاوہ وہ طبقات بھی شامل ہیں جن کے مقاصد بظاہر ایک دوسرے سے متضاد اور متصادم نظر آئیں لیکن اندرونی طور پر سب ابلیس، دجال اکبر اور یہودیوں کے مقاصد کی تکمیل میں شعوری یا غیر شعوری طور پر ان کے ساتھ کھڑے نظر آئیں گے۔ اس گروہ کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) ابلیس

(۲) دجال اکبر

(۳) دیگر شیاطین انس وجن

(۴) یہود

(۵) ائمۃ المضلین اور ان کی اندھی پیروی کرنے والے متبعین ــــــ اور

(۶) نیم انسانی اور نیم حیوانی مخلوقات

اس معرکے کے دونوں فریق میں سے کچھ تو وہ ہیں جو انسانی آنکھ سے نظر آنے والے ہیں جیسے انسانوں میں اہل ایمان اور ان کے مدمقابل یہود، ہنود، مسلمانوں میں شامل گمراہوں کے سرخیل اور ان کی اندھی پیروی کرنے والے متبعین، لیکن ان دونوں فریقوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو انسانی آنکھ سے نظر آنے والے نہیں ہیں لیکن وہ اس معرکہ کے اہم کرداروں میں سے ہیں۔ لہٰذا ان بنیادی کرداروں کو سمجھنے کے لیے پہلے ان کی موجودہ حیثیت کو سمجھنا انتہائی ضروری ہے۔ تاکہ اس 'معرکہ عظیم' جوکہ دراصل معرکہ خیر وشر اور معرکہ روح وبدن ہے، کی اصل نوعیت کا درست اندازہ کیا جاسکے۔ فریق ثانی کے تین بنیادی کرداروں میں قومِ یہود کا کردار گوکہ انتہائی مخفی اور پوشیدہ ہوتا ہے لیکن غور کرنے پر حقیقت سامنے آہی جاتی ہے۔ لیکن بقیہ دو کرداروں یعنی ابلیس اور دجال اکبر کا سابقہ، موجودہ اور مستقبل میں کردار اور حیثیت کے بارے میں ضروری ہے ان کو قرآن اور احادیث سے واضح کیا جائے۔

(۱) ابلیس

معرکہ حق وباطل کی تاریخ جتنی پرانی ہے اتنی ہی پرانی تاریخ ابلیس لعین کی بھی ہے۔ چونکہ اس

معرکہ میں وہ لشکرِ باطل کا سپہ سالار ہے لہٰذا اس معرکہ میں اس کا اور اس کی ذریت کا کردار ماضی میں کیا رہا، مستقبل میں کیا ہوگا اور اس کی روشنی میں موجودہ حالات میں اس کا کیا کردار ہوسکتا ہے، اس کو سمجھنا انتہائی ضروری ہے۔ سب سے پہلے تو قرآن کریم نے اس کو انسانوں کا ازلی اور ابدی دشمن قرار دیا ہے:

﴿إِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۚ إِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ أَصْحٰبِ السَّعِيْرِ﴾

(فاطر:٦)

ترجمہ: یادرکھو شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اسے دشمن بنالو، وہ تو اپنے جتھے کو بلاتا ہے (حقیقت میں) صرف اس لیے کہ وہ سب جہنم واصل ہو جائیں۔

اس معرکہ میں وہ اپنے اتحاد اور تحالف میں بندھے لوگوں سے کس طرح رابطہ رکھتا ہے اور کس طرح ان کو ہدایات دیتا ہے:

﴿وَإِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ إِلٰٓى أَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجٰدِلُوْكُمْ ۚ وَإِنْ أَطَعْتُمُوْهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ﴾

(الانعام:۱۲۱)

ترجمہ: بے شک شیاطین اپنے دوستوں کی طرف باتیں وحی کرتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑیں اور (اے مسلمانو!) اگر تم ان (کافر) لوگوں کی اطاعت کرنے لگو تو یقیناً تم مشرک ہو جاؤ گے۔

﴿هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ۝ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيْمٍ ۝ يُلْقُوْنَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ﴾

(الشعراء:۲۲۱)

ترجمہ: کیا میں تمہیں بتاؤں کہ شیاطین کن پر نازل ہوتے ہیں۔ ہر جھوٹے اور بدکردار شخص پر اترتے ہیں۔ جو (غیب کی) باتیں سننے کے لیے کان لگاتے ہیں اور اکثر جھوٹ بولتے ہیں۔

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ۚ﴾

(الانعام:۱۱۲)

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے ہمیشہ شیاطینِ انس اور شیاطینِ جن کو ہر نبی کا دشمن بنایا جو ایک دوسرے پر ملمع کی ہوئی پُرفریب باتیں القا کرتے ہیں۔

نسلِ آدم کے مختلف ادوار میں انسانوں کو اللہ کی بغاوت اور اللہ کے برگزیدہ بندوں پر عرصۂ حیات تنگ کرنے اور اللہ کی زمین پر فساد مچانے پر آمادہ کرنے والا یہی ابلیس تھا۔ قوم نوح سے لے کر قوم ھود ہو یا قوم ثمود، قوم ابراھیم ہو یا قوم لوط، قوم شعیب ہو یا آل فرعون، قرآن ان کے بارے میں کہتا ہے

کہ سب کو ان کے اعمال مزین کر کے دکھانے والا یہی ابلیس تھا۔

﴿ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾ (الانعام:۴۳)

ترجمہ: اور شیاطین نے ان کے اعمال کو ان کے خیال میں آراستہ کر دیا۔

احادیث مبارکہ سے یہ بات بھی صراحت کے ساتھ ثابت ہے کہ ابلیس بعض اوقات انسانی شکل میں آکر اپنے تحالف میں بندھے انسانوں کو مشورے اور ہدایات دیتا ہے۔ بیعت عقبہ ثانیہ کے موقع پر قریش مکہ کو آگاہ کرنے والا اور دار الندوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل پر آمادہ کرنے والا شیخ نجدی دراصل یہی ابلیس تھا۔ جنگ بدر کے موقع پر خود بنفس نفیس سراقہ بن مالک کے اور اس کا لشکر جرار بنی مدلج کے مردوں کے روپ میں بدر کے میدان میں کفار مکہ کے ساتھ کھڑا تھا اور ان کو اپنی حمایت کا یقین دلا رہا تھا:

﴿وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّىْ جَارٌ لَّكُمْ ﴾
(الانفال:۴۸)

ترجمہ: اور جب ان (کافروں کو ان) کے اعمال کو شیطان انہیں مزین کر کے دکھا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ لوگوں میں سے کوئی بھی آج تم پر غالب آنے والا نہیں اور میں تمہارے ساتھ ہوں۔

اسی طرح غزوۂ احد کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر اڑانے والا یہی ابلیس تھا اور اس طرح کے سیکڑوں مواقع پر انسانی شکل میں آکر مشورے دینا اور اپنے تحالف میں بندھے لوگوں کا ساتھ دینا احادیث سے صراحتاً ثابت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور ہی میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے کذابوں کی بنفس نفیس اصل مدد کرنے والا یہی ابلیس تھا۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

> ”بعض لوگ ایسے بھی ہیں جن کو شیاطین قید سے آزاد کرا لیتے ہیں اور (اگر ان لوگوں پر کوئی کسی ہتھیار سے حملہ کر دے) تو وہ شیاطین اس حملے سے اس آدمی کا دفاع کرتے ہیں۔ جیسا کہ عبدالملک بن مروان کے دور میں حارث دمشقی کا واقعہ ہے جس نے شام میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ شیاطین اس کے پیروں کو بیڑیوں سے آزاد کرا لیتے اور اسلحے کے وار سے اس کی حفاظت کرتے، اگر وہ پتھر پر ہاتھ پھیرتا تو وہ تسبیح پڑھنے لگتا۔ لوگوں کو ہوا میں پیادہ اور گھوڑوں پر سوار مرد نظر آتے۔ حارث کذاب کہتا کہ یہ فرشتے ہیں حالانکہ وہ شیاطین تھے۔ چنانچہ جب مسلمانوں نے اسے پکڑا اور قتل کرنے کے

لیے ایک نیزہ بردار مجاہد نے اس کو نیزہ مارا تو اس نیزے نے اس پر کوئی اثر نہیں کیا۔ عبدالملک بن مروان نے اس نیزہ بردار سے کہا کہ تم نے بسم اللہ نہیں پڑھی۔ پھر اس نے بسم اللہ پڑھ کر نیزہ مارا تو وہ مر گیا۔" (اولیاء الرحمن و اولیاء الشیطان از امام ابن تیمیہ)

اسود عنسی بھی ان کذابوں میں شامل تھا جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور ہی میں نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا اور شیطان اس کی باقاعدہ مدد کرتا تھا۔ امام ابن کثیر نے اپنی کتاب میں اس کے سارے احوال درج کیے ہیں کہ کس طرح شیطان اس کی مدد کرتا اور اس کو آنے والے خطرات سے آگاہ کر دیتا تھا۔ یہ تو تھا ابلیس کے ماضی کا کچھ احوال، اب مستقبل کے بارے میں اس کے کردار کے حوالے سے کچھ باتیں احادیث مبارکہ سے سمجھ لیں تاکہ اس کا موجودہ کردار بھی ہمارے سامنے کھل کر واضح ہو جائے۔

مستقبل میں حضرت مہدی کے ظہور ــــ جو کہ اللہ کی طرف سے مظلوم مسلمانوں کے لیے نجات کی ایک علامت ہوں گے اور دجال اکبر کا خروج جو کہ انسانی تاریخ کا سب سے بڑا فتنہ ہے ــــ کے وقت جب رحمانی اور شیطانی قوتیں اپنی پوری طاقت کے ساتھ معرکہ آرا ہوں گی تو اس فتنے سے ماقبل کے فتنوں اور خود اس فتنے کو برپا کرنے میں سب سے اہم کردار ابلیس اور اس کی ذریت نے ہی ادا کرنا ہے۔

وارسال الشياطين الملحمة عن الناس۔

(المستدرك على الصحيحين: ج٤ ص٤٦٥، هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه)

ترجمہ: (فتنوں کے دور میں انسانوں سے دور رکھے ہوئے) شیاطین کو آزاد کر کے ان کی طرف بھیج دیا جائے گا۔

وان من فتنته ان يقول لاعرابى أرأيت ان أبعث لك اباك وامك ،اتشهدانى ربك؟فيقول نعم،فيتمثل له شيطانان فى صورة ابيه وامه فيقولان يا بنى ؟فانه ربك۔

(السنن ابن ماجة: ج٢ ص١٣٦٠ رقم الحديث ٤٠٧٧)

ترجمہ: اس (دجال) کا ایک فتنہ یہ ہوگا کہ وہ ایک دیہاتی سے کہے کہ دیکھ! اگر میں تیرے ماں باپ کو زندہ کردوں تو میرے رب ہونے کی گواہی دے گا؟ وہ اقرار کرلے گا چنانچہ دو شیاطین اس کے ماں باپ کی صورت میں متمثل ہو کر اس کے سامنے آجائیں گے اور اس سے کہیں گے کہ بیٹا! اس (دجال) کی پیروی کرو یہ تمہارا رب ہے۔

(۲) دجال اکبر

ابلیس کا سب سے مہیب ترین ہتھیار دجال اکبر ہے اور جب ہم اس معرکہ میں دجال اکبر کے وجود کی بات کرتے ہیں تو سب سے پہلے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ دجال اکبر کا وجود کب سے ہے؟ آیا وہ مقید ہے یا آزاد؟ اگر مقید ہے تو کہاں ہے اور اگر آزاد ہے تو اس وقت کہاں ہے اور اس کا اس وقت کیا کردار ہے؟ یہ بات احادیث مبارکہ سے صراحتاً ثابت ہے کہ سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا اور اس کے بعد ہر نبی نے اس کے فتنے سے اپنی قوم کو ڈرایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وانی انذرتکم به کما انذر به نوح قومه۔ (مسلم: ج٤ ص ٢٢٥٠، رقم الحدیث ٢٩٣٦)

ترجمہ: میں تمہیں دجال سے ڈراتا ہوں جیسے نوح نے اپنی قوم کو ڈرایا تھا۔

انه لم یکن نبی بعد نوح الا وقد انذر الدجال قومه انی انذر کموه۔

(سنن ترمذی: ٢٢٣٤، ابو داؤد: ٤٧٥٦)

ترجمہ: حضرت نوح علیہ السلام کے بعد جو نبی بھی آیا اس نے اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا ہے اور میں بھی تمہیں اس سے ڈراتا ہوں۔

تو کیا دجال اس وقت کہیں مقید ہے یا وہ آزاد کر دیا گیا ہے اور اس کا اس زمین پر رہنے والوں سے کسی بھی قسم کا کوئی تعلق اور رابطہ ہے یا دنیا کے معاملات میں اس کا کچھ عمل دخل ہو گیا ہے؟ احادیث مبارکہ سے تو یہ بات واضح طور پر ملتی ہے کہ دورِ نبوی میں وہ کسی بے آباد اور نامعلوم جزیرے پر مقید تھا۔ احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ تمیم داری رضی اللہ عنہ جب ایک سمندری سفر پر تھے تو ان کی کشتی ایک مہینہ تک بھٹکتی رہی اور بالآخر ایک ویران جزیرے پر ان کی دجال سے ملاقات ہوئی جو کہ مضبوطی سے بندھا ہوا تھا یعنی مقید تھا اور پھر خود دجال کے الفاظ ایک روایت میں یوں ملتے ہیں:

انی مخبر کم عنی، انی انا المسیح الدجال، وانی اوشك ان یؤذن لی فی الخروج، فاسیر فی الارض۔ (صحیح مسلم: ٧٣٨٦)

ترجمہ: اب میں تمہیں اپنے متعلق بتاتا ہوں میں مسیح دجال ہوں عن قریب مجھے خروج کی اجازت مل جائے گی (یعنی آزاد کر دیا جاؤں گا اور) میں نکل کر پوری زمین پر گھوموں گا۔

لیکن قرب قیامت اپنے خروج سے پہلے اس کو ایک آزاد حیثیت مل جائے گی بلکہ عالمی معاملات میں اس کا عمل دخل اس قدر بڑھ جائے گا کہ وہ اپنے خروجِ اصلی سے پہلے ایک بڑے علاقے پر بظاہر ایک

منصف اور مسلمانوں کے ہمدرد اور غم خوار کے روپ میں حکمرانی کرے گا۔ لوگ نہ صرف اس کو پسند کرنے لگیں گے بلکہ اس کا کلی اتباع بھی کر بیٹھیں گے۔

هيثم بن مالك الطائی رفع الحديث قال يلی الدجال بالعراق سنتين يحمد فيها عدله وتشرأب الناس اليه فيصعد يوما المنبر فيخطب بها ثم يقبل عليهم فيقول لهم ماآن لكم ان تعرفوا ربكم فيقول له قائل ومن ربنا فيقول انا۔ (الفتن نعیم بن حماد: ج۲ ص۵۳۹)

ترجمہ: ہیثم بن مالک مرفوعاً روایت کرتے ہیں فرمایا: دجال (اپنی خدائی کے دعوے سے پہلے) دو سال تک عراق پر حکومت کرے گا جس میں اس کے (نام نہاد) انصاف کی تعریف کی جائے گی اور لوگ اس کی طرف کھنچے چلے آئیں گے۔ پھر وہ ایک دن منبر پر چڑھے گا اور عراق کے بارے میں تقریر کرے گا۔ پھر لوگوں کے سامنے آئے گا اور ان سے کہے گا کہ کیا اب وقت نہیں آیا کہ تم اپنے رب کو پہچان لو؟ اس پر ایک شخص کہے گا، اور ہمارا رب کون ہے؟ تو دجال جواب دے گا، میں۔

الدجال ليس به خفاء، انه يجئ من قبل المشرق، فيدعوا الی حق فيتبع

(الطبرانی كذافی النهاية: ج۱ ص ٦٠)

ترجمہ: دجال کے معاملے میں کوئی پوشیدگی نہیں کہ وہ مشرق کی طرف سے آئے گا، ابتدا میں لوگوں کو حق کی دعوت دے گا اور لوگ اس کی اتباع کرنے لگیں گے۔

نوٹ: فریق اول کے اہم کرداروں کا کچھ احوال آیندہ ابواب میں مختلف عنوانات کے تحت آئے گا۔

یہود کا ابلیس کے ساتھ گٹھ جوڑ

اس مقام پر ابلیس اور یہودیوں کو اپنے مقاصد کے حصول میں جن خطرات سے واسطہ پڑنے کا اندیشہ لاحق ہے ان کا ذکر کرنا بھی بے محل اور بے کار نہ ہوگا۔ کیونکہ جب تک یہ خطرات موجود ہیں ہر وقت ان کے سروں پر مصیبت اور ناکامی کی تلوار لٹکتی رہے گی۔ وہ خطرات یہ ہیں:

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واپس آجانے کا خطرہ

(۲) حضرت مہدی علیہ السلام کے ظاہر ہوجانے کا خطرہ

لٰہذا ان دونوں خطرات نے ان کو یعنی ابلیس اور یہودیوں کو مشترکہ مقاصد کے ایک ناقابل تنسیخ اتحاد اور تحالف میں باندھ دیا ہے کیونکہ احادیث مبارکہ سے یہ بات صراحتاً ثابت ہے کہ ان دونوں کو جن شخصیات کے ذریعے عبرت ناک شکست کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے، وہ یہی دو شخصیات ہیں۔

کیونکہ ابلیس جانتا ہے کہ اللہ کی سنتوں کا احاطہ کرنا آسان نہیں۔ وہ جانتا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں اور اہل ایمان کو ایسی نصرتوں سے نوازا کہ اس کی ساری تدبیریں دھری کی دھری رہ گئیں۔ یوں اس کی بظاہر جیتی ہوئی بازی ہار میں تبدیل ہوگئی۔ (یہود بھی اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں) اس کو یہ بھی اندازہ ہے کہ جب جب اس نے انسانوں پر قابو پالیا اور قریب تھا کہ اسے مکمل فتح نصیب ہو جائے تو کبھی اللہ تعالیٰ نے رسولوں اور نبیوں کو بھیج کر انسانوں کو گمراہ کرنے کی تدابیر کو ناکام بنادیا، کبھی ایسا ہوا کہ رسول اور نبی مغلوب ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں اور اپنے لشکروں سے ان کی مدد فرمائی، کبھی ایسا ہوا کہ جب بھی وہ کامیابی کے بہت قریب پہنچ گیا اور اس نے اللہ کے انبیا تک کو قتل کرنے میں کامیابی حاصل کرلی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بھیجا اور ان کے شہادت کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجا اور ان کو بھی قتل کرنے کی یہود کے ذریعے کوشش کی مگر اللہ رب العزت نے ان کو بچا کر اس کی جیت کو ہار میں بدل دیا۔

چنانچہ ابلیس اور یہودی جانتے ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک طرف نہ صرف مسیح ابن مریم علیہ السلام کو مار ڈالنے کی ساری تدابیر ناکام کردیں اور انہیں بچا کر وقتِ خاص کے لیے محفوظ کر دیا اور دوسری طرف اپنے منصوبے کو مکمل کرتے ہوئے روئے ارض پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کر دیا۔ ابلیس نے محسوس کرلیا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کس عظیم الشان قوت کے حامل ہیں اور اس نے اسی میں عافیت سمجھی کہ ان کی حیات میں وہ دجال اکبر کو ظاہر نہ کرے، ورنہ اسے پورا یقین تھا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں قتل کردیا جائے گا۔جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا تھا:

وان یخرج وانا بین ظھر انیکم فانی حجیج لکل مسلم وان یخرج من بعدی فکل امرئ حجیج نفسہ واللّٰہ خلیفتی علی کل مسلم۔

(سنن ابن ماجۃ:۴۰۷۷،مسند احمد:ج۶ص۴۵۳)

ترجمہ: اگر وہ میری موجودگی میں نکل آیا تو ہر مسلمان کی طرف سے اس کا مقابلہ کرنے کے لیے میں موجود ہوں اور اگر اس کا خروج میرے بعد ہوا تو ہر مسلمان خود اپنا دفاع کرلے گا اور اللہ ہر مسلمان کا محافظ ہوگا۔

فانہ ان یخرج وانا فیکم یکفیکم اللّٰہ بی وان یخرج بعد ان اموت یکفیکم اللّٰہ الصالحین۔

(النھایۃ:ص۱۱۲عن ام ۰ لمۃ)

ترجمہ: اگر وہ میری موجودگی میں نکل آیا تو اللہ تعالیٰ میرے ذریعے تمہاری کفایت فرمائے گا اور اگر وہ میرے بعد نکلا تو اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کے ذریعے تمہاری کفایت کرے گا۔

اس لیے اس نے اسی میں بہتری سمجھی اور اسی میں اپنے منصوبے کی کامیابی پائی کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دجال اکبر کو ظاہر کرے۔

چناچہ درج بالا دونوں خطرات کی موجودگی میں یہود اس بات کو ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ پوری طاقت اور اولیت کے ساتھ ان مصیبتوں کے امکانات کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کرنے کی کوشش کریں اور اس طرح اپنی اولین ترجیحات میں درج ذیل کام شامل کریں:

(۱) کائنات کی پہنائیوں میں عیسیٰ علیہ السلام کو ڈھونڈ کر انہیں قتل کرنا

(۲) روئے ارض پر مہدی علیہ السلام کو ڈھونڈ کر انہیں قتل کرنا

یہودی ان دونوں ابلیسی مقاصد کے حصول کے لیے ایک عرصۂ دراز سے کوششیں کر رہے

ہیں۔ اس کے لیے انہوں نے قلیل المدت (Short Term)، درمیانی (Middle) اور طویل المدت (Long Term) منصوبے تیار کرر کھے ہیں۔اوران منصوبوں کی تکمیل کے لیے انہوں نے جہاں نہایت تجربہ کار سائنس دان، ڈاکٹرز اور ماہرین معاشیات کواس کام میں لگا رکھا ہے جومختلف منصوبوں پر انتہائی محنت سے کام کررہے ہیں۔وہاں انہوں نے بڑے بڑے تھنک ٹینکس بنا رکھے ہیں جن کے ذریعے مختلف قسم کے سروے اور جائزے لیے جاتے ہیں اوراس کی بنیادوں پر آیندہ کے لیے لائحہ عمل طے کیے جاتے ہیں۔ چنانچہ اس باب میں یہود نے ابلیس کی مدد سے جوکوششیں اور جدو جہد جاری رکھی ہوئی ہیں اس کا محور یہ ہے:

(۱) خلائی مشن کے نام پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تلاش

خلائی مشن (Space Mission) کے اہم مقاصد میں سے ایک مقصد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ڈھونڈ کر انہیں گرفتار کر لینا یا قتل کر دینا ہے۔اس باب میں اب تک انہیں غالب یقین تھا کہ ان کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مریخ (Mars) میں محفوظ کرر کھا ہے۔پچھلے کئی سالوں سے وہ اسی مقصد کے تحت رو۔ ۓ زمین کے ہر حصے کی تلاش کر چکے ہیں اور اب نظام شمسی کے سیاروں اور ذیلی سیاروں میں (پانی اور زندگی کی تلاش کے نام پر) یہی تلاش جاری ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

(1) B.Rux: Architects of the Underworld (Berkeley.California,Frog Ltd.)
2) Anders Hansson: Mars & the Development of life,New York
(3) Arthur C.Clarke:The Snows of Olympus,London.
(4) Carl Sagan:Cosmos ,London,1981.
(5) Graham Hancock:The Mars Myster,Seal Books,Toronto,1999.

(۲) جدید سائنسی ایجادات کے ذریعے حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کو ناکام بنانا

جدید سائنس میں جنیوم (Genome) کی تحقیق یعنی جینٹکس (Genetics) اور بائیو میٹرکس (Biometrics) کے تعلق سے سارے کاموں کا بنیادی مقصد حضرت مہدی علیہ السلام کو تلاش کرنا جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل میں سے ہوں گے:

المهدی من عترتی من ولد فاطمة۔

(المستدرك على الصحيحين: ج ٤ ص ٦٠٠ رقم الحديث ٨٦٧١۔ ابو داؤد و اسناده صحيح، عن ام سلمة)

ترجمہ: مہدی میرے خاندان میں سے فاطمہ کی اولاد سے ہوں گے۔

چنانچہ ان تمام خاندانی سلسلوں کو مستقل Watch کرنا جن میں ان کے ظہور پائے جانے یا چھپے ہونے کا امکان ہو۔ مزید یہ کہ اس پوری نسل کے DNA/RNA کو Genetically Modified کر کے فاسد کر دینا یا بگاڑ دینا۔ مثلاً انجکشن، خون، ٹیکہ یا دواحتیٰ کہ غذا کے ذریعہ مثلاً 'خنزیر' کو تمام بنی داؤد یا تمام سادات کے بچوں کی خوراک کا جز بنا دینا۔ اس طرح انسانوں میں اس پر نہ صرف کام ہو چکا ہے بلکہ یہ مشن خفیہ طور پر بہت آگے بڑھایا جا چکا ہے۔ لہٰذا وہ ساری مہمات جو کلی اور اجتماعی سطح کی ہیں مثلاً دنیا کے سارے بچوں کو ٹیکہ لگانا، دنیا کے سارے بچوں کو مختلف قسم کے ڈراپس پلانا (پولیو، ہیپا ٹائٹس سی وغیرہ) بنیادی طور پر اسی نوعیت کی معلوم ہوتی ہیں۔ ان کے خواص اور فوائد سے متعلق مشہور کی گئی ساری باتیں کوئی ضروری نہیں درست بھی ہوں، اور ہو بھی کیسے سکتی ہیں کہ یہود مسلمانوں کے تو جان اور ایمان کے دشمن ہوں اور دوسری طرف وہ مسلمان بچوں کو بیماریوں سے محفوظ رکھنے کا بندوبست کریں۔

پورے روئے ارض کو اس طرح اپنے مقاصد کے لیے محفوظ کرنا کہ اس تشخص کا یا ان سے متعلق کوئی بھی فرد اگر روئے ارض پر کہیں بھی ظاہر ہو تو اس کو تلاش کرنا اور اپنے کائناتی حفاظتی انتظام کے تحت پورے روئے ارض کی فضاؤں میں موجود متعین اور رواں دواں Biometric Predators کے ذریعہ فی الفور خاتمہ کر دینا۔

(۳) مسلمانوں کے اندر خبث کا عام کرنا

تاریخ میں یہودی قوم اپنی نافرمانیوں اور افعالِ خبیثہ کی وجہ سے ایک مخصوص حادثے سے دوچار ہوئی ہے جس کا ذکر قرآن نے صراحت سے کیا ہے۔ یہ حادثہ اس قوم کے بہت سے اکابر روحانیین اور ربّیوں کا بندر اور خنزیر بنا دیا جانا ہے۔

﴿مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ﴾

(المائدۃ:۶۰)

ترجمہ: (انجام کے اعتبار سے بدتر) وہ ہے جس پر اللہ نے لعنت کی اور اس پر غضب ناک ہوا اور انہیں بندر وخنزیر بنا دیا (بسبب اس کے کہ) انہوں نے طاغوت کی اطاعت کی۔

﴿فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ﴾ (الاعراف:۱۶۶)

ترجمہ: جب ان کو جس کام سے منع کیا گیا تھا، اس میں حد سے آگے نکل گئے تو ہم نے ان کو کہہ دیا تم ذلیل بندر بن جاؤ۔

چنانچہ اس حوالے سے یہودیت کا اہل ایمان کے تعلق سے ایک اور ذہن کارفرما ہے۔ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ اگر انہیں بھی ملائکہ کی طرح Gneome اور جینٹک کوڈ معلوم ہو جائے تو وہ بھی اپنے دشمنوں اور بالخصوص اہل ایمان اور اہل اللہ کو اسی طرح بندر، کتا اور خنزیر میں بدل ڈالیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو بدل ڈالا تھا۔جینٹک سائنس (Genetic Science) اور جینٹک انجینئرنگ (Genetic Engineering) ان کے اسی اضطراب کا نتیجہ ہیں۔واضح ہو کہ عصرِ حاضر میں جینٹک انجینئرنگ کا آغاز کرنے والا کوئی اور نہیں بلکہ یہودی روحانی سائنس دان اسٹینلی۔ایچ۔کوہن (Stanley H. Cohen) ہے۔ جینٹک کوڈ (Genetic Code) اور جینوم (Genome) کی دریافت اسی سمت ایک قدم ہے۔بہت کم لوگوں کو اس کا علم ہے کہ ہیپاٹائٹس بی (Hepatitis B) نامی خوساختہ اقدامی بیماری کے علاج کے لیے جو ٹیکہ دیا جاتا ہے اسے کیرون ری کمبی ویکس ایچ بی (Chiron's Recombivax HB) کہا جاتا ہے جو دراصل ایک جینٹک انجینئرڈ ویکسین (Genetically Engineered Vaccine) ہے۔ہیپاٹائٹس بی (Hepatitis B) کی حقیقت صرف اس بات سے معلوم ہو جائے گی کہ WHO کے مطابق یہ بیماری اسرائیل کو چھوڑ کر دنیا میں ہر جگہ پائی جاتی ہے۔دنیا میں اب تک 50 کروڑ لوگوں کو اس ٹیکہ دیا جا چکا ہے۔اسرائیل میں نہ یہ بیماری پائی جاتی ہے اور نہ ہی اس کا ٹیکہ لگایا جاتا ہے۔اس کی ویکسینیشن مہمات ساری دنیا میں چلائی جارہی ہیں (لوگوں کا حافظہ اگر قوی ہو تو چند سال پہلے پاکستان میں بھی دو مشہور و معروف خیراتی اور فلاحی اداروں نے گلی گلی، کوچہ کوچہ کیمپس لگا کر اس کے ٹیکے پوری قوم کے بچے بچے کو لگائے) تادمِ تحریر بھی یہ مہم جاری ہے اور کراچی سے خیبر تک یہ ٹیکے لگائے جارہے ہیں۔آنے والا وقت بتائے گا کہ یہ علاج ہے نہ ہی علاج کا تجربہ بلکہ یہ تو اس مشن کے ہزاروں تجربوں میں سے ایک تجربہ ہے جس کے ذریعے اپنے دشمنوں (یعنی مسلمانوں) میں وہ خباثت پھیلائی جارہی جو نہ صرف ان کے دین وایمان کو برباد کردے بلکہ نتیجتاً ان کی نسل کو نسلاً بعد نسل بندر، کتا اور خنزیر بنا دیا جائے یا وہ خود ہی فطرت کے اس انتقام کا شکار ہو جائیں جس کا خمیازہ یہود بھگت چکے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بین یدی الساعة مسخ وخسف وقذف۔

(سنن ابن ماجه، کتاب الفتن ،باب الخسوف وإسناده صحيح عن ابن مسعود)

ترجمہ: قیامت کے قریب مسخ (چہروں کا تبدیل ہونا) اور خسف (دھنسایا جانا) اور قذف (وزنی چیزوں کا گرنا) ہوگا۔

یکون فی ھذہ الامة خسف ومسخ وقذف،قالت قلت یارسول اللّٰہ صلی اللہ علیه وسلم أنھلك وفینا الصالحون؟قال نعم اذا ظھر الخبث۔
(جامع ترمذی،ابواب الفتن،باب الخسف، ج:۲ ص:۱۷۷٦۷)

ترجمہ: اس امت میں آخری لوگوں میں زمین میں دھنسنے، شکلیں بگڑنے اور آسمانوں سے پتھر برسنے کے واقعات ہوں گے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یارسول اللہ! کیا ہم نیک لوگوں کے ہوتے ہوئے ہلاک ہوجائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! جب خبث بڑھ جائے گا تو لوگ ہلاک ہوں گے۔

(۴) رحمانی قوتوں سے مقابلہ کے لیے مہیب ترین قوت کا جمع کرنا

یہود اور ابلیس کو اس بات کا بھی بخوبی علم ہے کہ جو معرکہ عن قریب ظہور پذیر ہونے والا ہے وہ زمین اور ماوراز مین دونوں مقامات پر لڑا جائے گا یا یوں کہا جائے کہ صرف زمینی طاقتیں ہی اس میں کارفرما نہیں ہوں گی بلکہ آنے والے عظیم معرکے میں جیسے ابلیس اور اس کے لشکروں کا بہت بڑا کردار ہوگا (جو کہ احادیث مبارکہ سے بھی واضح ہے) اسی طرح آسمان سے رحمانی قوتوں کا بھی نزول ہوگا جو کہ یہود اور ابلیس کے منصوبے کو جو وہ دجال اکبر کے ذریعے پورا کرنے کی کوشش کریں گے، ناکامی اور ہزیمت سے دوچار کریں گی۔لہٰذا احادیث مبارکہ میں آتا ہے کہ جب دجال اکبر زمین کو روندتا ہوا اور اپنی دسترس میں لیتا ہوا مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پہنچے گا تو اس کا سابقہ ان ہی رحمانی قوتوں سے ہوگا:

انی مخبرکم عنی،انی انا المسیح الدجال،وانی اوشك ان یوذن لی فی الخروج،فاخرج فاسیر فی الارض،فلا ادع قریة الا ھبطتھا فی اربعین لیلة،غیر مکة وطیبة،فھما محرمتان علی کلتاھما ، کلما اردت ان ادخل واحدة او واحد منھما،استقبلنی ملك بیدہ السیف صلتا ،یصدنی عنھا وان علی کل نقب منھا ملائکة یحرسونھا۔
(صحیح مسلم:۷۳۸٦۔ابوداود:۴۳۲۵۔جامع ترمذی:۲۲۵۳۔ابن ماجة:۴۰۷۴)

ترجمہ: (پھر دجال نے کہا کہ) اب میں تمہیں اپنے متعلق بتاتا ہوں۔میں مسیح دجال ہوں، عن قریب مجھے خروج کی اجازت مل جائے گی، میں نکل کر پوری زمین میں گھوموں گا اور مکہ اور (مدینہ) طیبہ کے علاوہ پوری زمین کو چالیس راتوں میں طے کرلوں گا اور کوئی بستی نہ چھوڑوں گا، البتہ مکہ اور (مدینہ) طیبہ مجھ پر حرام کردیے گئے ہیں، ان میں سے کسی ایک میں بھی اگر میں داخل ہونا چاہوں گا تو میرا استقبال ہاتھ میں تلوار سونتے ایک فرشتہ کرے گا اور مجھے اس میں داخل ہونے سے روکے گا اور اس کے ہر دروازے پر فرشتے

موجود ہوں گے جو اس کی حفاظت کر رہے ہوں گے۔

فعند ذلك ينادى من السماء مناد أيها الناس ان الله عزوجل قدقطع عنكم مدة الجبارين والمنافقين وأشياعهم وأتباعهم وولاكم خيرأمة محمد صلى الله عليه وسلم فالحقوا به بمكة فانه المهدى واسمه احمد بن عبدالله ......فيخرج الابدال من الشام واشباههم ويخرج اليه النجباء من مصر وعصائب أهل المشرق وأشباههم حتى يأتوا مكة فيبايع له بين زمزم والمقام ثم يخرج متوجها الى الشام وجبريل عليه السلام على مقدمته وميكائيل عليه السلام على ساقته يفرح به اهل السماء واهل الارض والطير والوحوش والحيتان فى البحر۔ (السنن الواردة فى الفتن: ج ۵ ص ۱۰۹۲)

ترجمہ: (ظہورِ مہدی کے) وقت آسمان سے ایک آواز لگانے والا آواز لگائے گا کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے جابر لوگوں، منافقوں اور ان کے اتحادیوں اور ہم نواؤں کا وقت ختم کر دیا ہے اور تمہارے اوپر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے بہترین شخص کو امیر مقرر کیا ہے۔ لہٰذا مکہ مکرمہ پہنچ کر اس کے ساتھ شامل ہو جاؤ، وہ مہدی ہیں اور ان کا نام احمد بن عبداللہ ہے (چنانچہ حضرت مہدی سے بیعت کے لیے) شام سے ابدال اور اولیا اور مصر سے (دینی اعتبار سے) معزز افراد نکلیں گے اور مشرق سے قبائل آئیں گے یہاں تک کہ مکہ مکرمہ پہنچ جائیں گے۔ اس کے بعد زم زم اور مقام ابراھیم کے درمیان ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے پھر شام کی طرف کوچ کریں گے۔ اس موقع ان کے آگے والے لشکر میں حضرت جبریل علیہ السلام مامور ہوں گے اور حضرت میکائیل علیہ السلام پچھلے حصے پر ہوں گے۔ زمین و آسمان والے، چرند پرند اور سمندر میں مچھلیاں سب ان سے خوش ہوں گے۔

لہٰذا یہود نے ان رحمانی قوتوں سے مقابلہ کرنے کے لیے جن کو انہوں نے ’ایلینس‘ (Aliens) یعنی بیرونی قوت کا نام دے رکھا ہے اور جس کا اظہار بڑے بڑے یہودی فلمی ڈائریکٹرز اپنی فلموں کے ذریعے اور یہودی مصنفین اپنی کتابوں میں دنیا کے سامنے پیش کرتے رہتے ہیں اور اس میں ان رحمانی قوتوں کو دنیا کے لیے ایک عظیم خطرے کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ یہود نے ابلیسی منصوبے کے مطابق ایسی قوت کے حصول میں اپنی ساری توانائیاں کھپا دیں جس کے ذریعے وہ ان سے مقابلہ کر سکیں۔ لہٰذا اب وہ ان اسلحوں اور ہتھیاروں کی تیاری میں مصروف ہیں جو اس عظیم معرکہ میں ان کے کام آسکیں۔

اس کی سب سے بڑی مثال یہ ہے کہ دنیا کے تمام اہل علم سے زیادہ مغربی حکومتیں اور ان کے

اہل علم جانتے ہیں کہ نیوکلر پاور (Nuclear Power) یعنی جوہری اسلحے محض Deterrent ہیں جن کا کوئی عملی اور اقدامی استعمال نہیں ہوسکتا۔ یہ جوہری اسلحے صرف اس لیے ہیں کہ ان کی موجودگی میں کوئی قوت ایسی ہی قوت رکھنے والی کسی طاقت کے خلاف کسی اقدام کی جرأت نہ کرسکے۔ باوجود اس بات کے کہ دنیا کو تباہ و برباد کرنے کے لیے درجن بھر ایٹم بم ہی کافی ہیں، کوئی بھی معقول انسان سوچ سکتا ہے کہ جو جوہری طاقت صرف Deterrent ہو اس کا اتنی بڑی مقدار میں حصول کسی بھی ملک کے لیے سراسر بے وقوفی اور پاگل پن ہے، تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ساری دنیا پر حکومت کرنے والے یہ ذہین لوگ واقعی بے وقوف اور پاگل ہیں جنہوں نے جوہری اسلحوں کا اتنا بڑا ذخیرہ جمع کرلیا ہے۔ نہیں! وہ قطعاً پاگل نہیں ہیں بلکہ ہم انہیں، ان کی جدوجہد کو، ان کے چیلنجوں، ان کے مقاصد اور منصوبوں کو حتیٰ کہ ان کے منہ سے ادکیے جانے والے الفاظ کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ تو قطعاً پاگل اور بے وقوف نہیں بلکہ ہمارے قائدین یعنی حکمران، علما و شیوخ اور عصری علوم کے دانشور سمیت معاشرے کو چلانے والے صاحبِ اختیار لوگ شاید عقل و فہم اور احساسِ زیاں سے عاری ہوچکے ہیں جو یہودیوں کی اس عالمگیر جنگ کو جس کو وہ عن قریب بھڑکانے والے ہیں، سے بالکل بے پروا اور اس کو سمجھنے سے یکسر قاصر ہیں۔

(۵) ناقابلِ تسخیر قوت کے حصول کے لیے سر توڑ کوششیں

﴿فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ﴾ (العنکبوت: ٤٠)

ترجمہ: (مجرمین میں سے) ہم نے ان کے گناہ کے وبال میں انہیں پکڑ لیا، ان میں سے بعض پر ہم نے پتھروں کی بارش کا مینہ برسایا اور ان میں بعض کو زوردار دھماکے نے آ پکڑا اور ان میں سے بعض کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور ان میں سے بعض کو ہم نے ڈبو دیا اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ ان پر ظلم کرے بلکہ یہی لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے تھے۔

یہود چونکہ جانتے ہیں ان کا اصل مقابلہ اہل ایمان کی مدد کرنے والے ملائکہ اور اللہ کی دیگر فوجوں سے ہے اور یہ کہ ان فرشتوں کے پاس کتنی مہیب قوت ہے اور کس کس طرح سے اور کب کب اللہ کے یہ ملائکہ کس کس قوت کا کیسا استعمال کر رہے ہیں۔ اسی لیے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہود حصولِ قوت کی جدوجہد کا موازنہ نہ انسانی معاشرے میں پائی جانی والی نہ تو بشری قوتوں سے کرتے ہیں اور نہ ان سے تقابل

کے بعد مطمئن ہو گئے ہیں، بلکہ زیادہ سے زیادہ قوت کا حصول کرنے کی کوشش کر رہے ہیں بالخصوص درج ذیل امور میں:

☆ یہود کو اندازہ ہے کہ پچھلی قوموں کے معاملے میں اللہ تعالیٰ، اس کے ملائکہ اور کائنات میں پھیلی اللہ کی فوج نے ابلیس کی قوتوں کے خلاف کتنی مہیب "قوت ضرب" Fire/Strike Power کا استعمال کیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے ملائکہ اور جنود السمٰوات والارض کو کس طرح کی مہیب قوت دے رکھی ہے جس کا وہ استعمال کر سکتے ہیں۔ چنانچہ انہیں لگاتار اپنی قوت بڑھاتے رہنے کی ضرورت ہے۔

اسی جذبہ نے یورپ کی نشاۃ ثانیہ کے بعد یہودیوں کو ہتھیار سازی اور Fire/Strike Power کے حصول اور اس میں مسلسل اضافہ کی طرف راغب کیا۔ اسی جذبہ نے الفرڈ نوبل (Alfred Nobel) کو ڈائنا مائیٹ اور پھر اس سے بھی خطرناک (Explosives) ایجاد کرنے کی طرف اکسایا۔ یہودیوں میں (High Explosives) کے حصول کی یہ دوڑ اتنی بے قابو اور وسیع الاطراف تھی اور اس کا انہوں نے پوری دنیا اور بالخصوص یورپ میں اتنا غیر انسانی استعمال کیا کہ جب الفرڈ نوبل کا انتقال ہوا تو ایک فرانسیسی اخبار نے یہ سرخی لگائی "Le Marchand de la mort est mort" "موت کا سوداگر مرگیا"۔

اسی جذبہ نے البرٹ آئن اسٹائن (Albert Einstein) کو اسحاق نیوٹن (Isaac Newton) کے کام کو آگے بڑھانے کے لیے تیار کیا۔ آئن اسٹائن نے یہودیوں کو اس کلید سے آگاہ کیا جس کو Energy-Mass Equation کہتے ہیں۔ جو آگے چل کر دراصل بنی ایٹم بم (Atom Bomb) اور ہائیڈروجن بم (Hydrogen Bomb) بنانے کی۔ کائنات کی اس کلید کو حاصل کرنے کی طرف لاثانی پیش رفت کے لیے اسے 1921ء میں نوبل پرائز سے نوازا گیا۔

اسی جذبہ نے نیلس بوہر (Niels Bohr) کو (Bhor Theory of Atom and liquid model of the atomic nucleus) کی طرف راغب کیا جو گویا جوہری اسلحوں کے بنانے میں فیصلہ کن مدد اور رہنمائی تھی جس کے لیے اسے 1922ء میں نوبل پرائز دیا گیا۔

اسی جذبہ نے نیلس بوہر کے بیٹے آجے این بوہر (Aage N. Bhor) اور ایک دوسرے یہودی سائنس دان بن آر ماٹین (Ben.R.Motteion) کو راضی کیا کہ وہ دونوں قومی جذبہ کے تحت بوڑھے نیلس بوہر کے ساتھ لاس الیموس (Los Alamos) کے تہہ خانے میں ایٹم بم تیار کریں۔ بعد میں بیٹے نے اس جوہری قوت کی طاقت کو بڑھانے میں نمایاں خدمات انجام دیں جس کے لیے اسے 1975ء میں نوبل

انعام سے نوازا گیا۔

☆ ان اسلحوں کے حصول کے بعد شاید یہود کو اس بات کا احساس ہوا کہ ڈائنا مائیٹ اور جوہری اسلحوں سے حاصل قوتِ ضرب ان کے مقاصد کے لیے کافی نہیں۔ کیونکہ انہیں اندازہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ نے فرعون کے خلاف کیمیاوی اسلحوں (Chemical Weapons)، حیاتیاتی اسلحوں (Biological Weapons) اور لیزر اسلحوں (Laser Weapons) کا استعمال کیا تھا۔ اس لیے اگر اللہ تعالیٰ کے ملائکہ سے لڑنا ہے تو کیمیاوی، حیاتیاتی اور لیزر اسلحوں کی طاقت کا حصول بڑے پیمانے پر کرنا ہوگا۔ چنانچہ یہودیوں نے کیمیاوی، حیاتیاتی اور لیزر اسلحوں پر کام کا آغاز کیا اور اب تک اس کی مہیب قوت اپنے پاس جمع کر لی ہے۔

☆ جب یہودی قوم نے جوہری اسلحوں کے بعد کیمیاوی، حیاتیاتی اور لیزر اسلحوں کے انبار جمع کر لیے تو اس پر بھی مطمئن نہ ہوئے کیونکہ انہیں اندازہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ نے اصحاب الائیکہ، ثمود، عاد اور خاص قومِ نوح پر کائنیٹک اسلحوں (Kinetic Weapons) کا استعمال کیا تھا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے ملائکہ سے مقابلے کے لیے ضروری ہے کہ کائنٹک اسلحے (Kinetic Weapons) بھی حاصل کر لیے جائیں۔ چنانچہ یہودی اس میں مصروف ہو گئے اور 1945ء سے کائنٹک اسلحوں کے حصول کی بے مثال کوششیں کی گئیں اور 1980ء تک اس کی عظیم قوت انہوں نے جمع کر لی تھی۔

☆ جب یہودیوں نے کائنٹک اسلحوں (Kinetic Weapons) کو بھی حاصل کر لیا تو اس پر بھی ان کی ہوس ختم نہ ہوئی۔ شاید انہوں نے محسوس کیا کہ روئے ارض پر انسانی قوتوں کے خلاف خواہ خلائی پلیٹ فارم (Space Platform) سے ہی کیوں نہ ہو کائنٹک اسلحوں (Kinetic Weapons) کو داغنے اور روئے ارض کے کسی بھی حصے کو تباہ کرنے کی قوت حاصل کر لینا کافی نہیں اور نہ یہ مطمئن ہو جانے والی بات ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ملائکہ آسمانی اور خارجی حملوں سے ان کا سب کچھ تباہ کر سکتے ہیں۔ اس لیے جب تک کائنٹک اسلحوں کو داغنے کی ایسی قوت نہ حاصل کر لی جائے جو اندرونی کے ساتھ بیرونی حملوں کا نہ صرف مقابلہ کر سکے بلکہ ایسے ممکنہ خارجی حملوں سے پہلے 'اقدامی کاروائی' (Pre-emptive Strike) کر کے خارجی خطروں کو تباہ کرنے کی اہل ہو، خطرہ پوری طرح برقرار ہے۔ ابلیس کی اسی بات کو نہایت تفصیل سے آرتھری سی کلارک (Arthur C. Clarke) نے ہیمر آف گاڈ (The Hammer of God, The Orbit Books) میں بیان کیا ہے۔ چنانچہ بیسویں صدی کی آخری دہائی میں یہودیوں نے ایسی صلاحیت کے

حصول میں اپنی طاقت جھونک دی۔

☆ یہود کو اس بات کا بھی بخوبی اندازہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ملائکہ اور جنود السموات والارض کے پاس غیر معمولی سرعت کے ساتھ 'مکان' (Space) کو طے کرنے کی صلاحیت ہے اور کس طرح کمال سرعت کے ساتھ تاریخ میں متعدد بار اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ نے اہل ایمان کو بچالیا یا ابلیس اور اس کی فوجوں کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ملائکہ خاتم الانبیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو 'اسریٰ' پر لے گئے تھے:

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ﴾

(بنی اسرائیل:۱)

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو لے گئی رات ہی رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے اردگرد ہم نے برکت رکھی ہے۔ اس لیے کہ ہم اسے اپنی قدرت کی بعض نشانیاں دکھائیں۔ یقیناً وہ خوب ہی سننے اور دیکھنے والا ہے۔

اور کس طرح 'براق' نے کتنی سرعت کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسافت طے کرائی۔ چنانچہ یہ بات سبب بنی اس عظیم مہم کی جس کے تحت یہودیوں کے اعلیٰ ترین دماغوں نے ایسی قوت کی دریافت اور اس کے حصول میں اپنے آپ کو کھپا دینے کا عزم کرلیا۔ چنانچہ اس تعلق سے سرفہرست نام البرٹ آئن اسٹائن کا ہے جسے پہلے روشنی (Light) کی رفتار کے برابر رفتار کی قوت حاصل کرنے کی فکر لاحق ہوئی اور پھر روشنی سے بھی زیادہ رفتار کی قوت کی تلاش کی۔ اور پھر اسی طاقت کا حصول یہودیوں کو تیز رفتار بری، بحری، فضائی اور خلائی گاڑیوں کے ایجاد کی طرف لے گیا۔ آواز سے تیز رفتار موٹریں (Supersonic Motor Car) (جس کا تجربہ 1997ء میں کیا گیا اور جس کی رفتار 1228 کلومیٹر ہے) آواز سے تیز رفتار، دوگنا، تین گنا حتیٰ کہ اب تک سات گنا تیز رفتار جیٹ طیارے (Seven Time Faster Than Sounds Jet)۔ اکتوبر 1967ء میں X-15 نامی راکٹ سے چلنے والے جہاز' جسے نارتھ امیریکن ایوی ایشن (North American Aviation) نے بنایا تھا، تجربہ کرلیا گیا۔ اس کی رفتار 8000 کلومیٹر فی گھنٹہ ہے۔ لاکھوں کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے چلنے والے خلائی جہاز یا تو بن چکے ہیں یا زیرِ تعمیر ہیں۔

اسی طرح یہود کو اس کا بھی اندازہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ملائکہ کے پاس بھاری سے بھاری شئے کو ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ لے جانے کے لیے کیسی قوت قاہرہ ہے۔ چنانچہ سینکڑوں اور ہزاروں ٹن

وزنی اشیاء کو اٹھا کر ہوائی جہازوں اور خلائی جہازوں سے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کی صلاحیت حاصل کرنے کی سر توڑ کوشش جاری ہے۔

◆ یہود کو اس بات کا بھی احساس ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ملائکہ کے پاس بھاری سے بھاری شئے کو اٹھا کر ہزاروں میل دور پھینک دینے کی قوت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ملائکہ کروڑوں ٹن وزنی اشیا کو کروڑوں میل دور پھینک سکتے ہیں۔ چنانچہ یہودی بھی اس مہم میں سرگرداں ہوگئے کہ بھاری سے بھاری شئے کو پھینکنے کی قوت حاصل ہو جائے۔ چنانچہ اس باب میں انہوں نے اتنی صلاحیت جمع کر لی ہے اور وہ ایک ایسے دیو قامت راکٹ کا استعمال کرنے کے قابل ہوگئے ہیں جو اپنے Payload کو پھینکنے کے لیے صرف پانچ منٹ میں اتنی برقی قوت کا استعمال کرتا ہے جتنی قوت سے دو دن تک پورے نیو یارک میں بجلی کی ضرورت پوری کی جاسکتی ہے۔ مزید مطالعے کے لیے ملاحظہ فرمائیں: (George Dyson: Project Orion :The True Story of the Atomic Spaceship,Henry & Co.2002)

◆ یہود یہ بھی جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ سرعت ابلاغ (Fast Communication) اور وسعت ابلاغ (Wide spread Communication) کی کتنی عظیم الشان قوت رکھتے ہیں جس کا استعمال انہوں نے سابقہ لڑائیوں میں ابلیسی فوجوں کے خلاف دیکھا ہے۔ لہٰذا ان سے لڑائی کے لیے ضروری ہے کہ سرعتِ ابلاغ اور وسعت ابلاغ کی عظیم سے عظیم تر قوت حاصل کی جائے۔ مائکروفون ،لاؤڈ اسپیکر ،ریڈیو، ٹیلی ویژن ، ٹیلی گراف، فیکس ،انٹر نیٹ کنورجنس (Convergence) نیٹ ورکنگ (Networking) بظاہر کچھ بھی ہوں لیکن بباطن دراصل یہودی جدوجہد کا نتیجہ ہیں۔ چنانچہ ان کی کوشش ہے کہ اس قوت کا حصول ہی صرف کافی نہیں جو عام حالات میں قابل عمل ہو بلکہ ایسی قوت درکار ہے جو (Nucler Blackout) اور (Kinetic Blackout) میں بھی کارآمد ہو۔ لہٰذا بیسویں صدی کی آخری دہائیوں میں بطور خاص اس پر کام کیا گیا چنانچہ Very Low Frequency(LF) High Frequency(VHF),Super High Frequency(SHF),Ultra High Frequency(UHF)and Extremely High Frequency(EHF) پر جن صلاحیتوں کا انہوں نے حصول کر لیا ہے وہ اسی کی غماز ہیں۔ انہیں امور میں نمایاں خدمات پر الفریو (Alferov) کرومر (Kroemor) اور کبلی (Kibly) کو 2000ء میں نوبل انعام سے نوازا گیا۔

◆ یہود یہ بھی جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ کے پاس مشاہدہ اور نظر کی عظیم الشان

قوت ہے جس کا استعمال ابلیس نے اپنی فوجوں کے خلاف دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ملائکہ سے لڑائی کے لیے ضروری ہے کہ مشاہدہ اور نظر کی ایسی قوت اپنے قبضے میں ہو جو زمین کے اوپر، زیرِ زمین، زیرِ آب، فضا اور خلا میں نزدیک اور دور کی ہر چھوٹی اور بڑی چیز دیکھ سکے۔ ایسی قوتِ نظر جو پورے روئے ارض پر ایک چیونٹی کے رینگنے کو دیکھ سکے، سمندروں میں چھوٹی سے چھوٹی شئے کے محل ووقوع اور حرکت پر نظر رکھ سکے، خلا میں چھوٹے سے چھوٹے اور دور سے دور کے موجودات اور حادثات کو دیکھ سکے۔ ابلیس کی تاکید کا ہی نتیجہ ہے کہ مذکورہ ان تمام صلاحیتوں اور قوتوں کو یہودیوں نے حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کی اور وہ اس قوت کو مزید آگے بڑھاتے جارہے ہیں۔

◆ جان جوکھم میں ڈال کر کی جانے والی ان تمام کوششوں کے باوجود ان کو اس بات کا غم کھایا جارہا ہے کہ کیمیاوی (Chemical) اور حیاتیاتی (Biological) ہتھیاروں پر قدرت حاصل کر لینا اور انسانوں، جانوروں اور نباتات کو آناً فاناً ختم کر دینے کی صلاحیت حاصل کر لینا کافی نہیں۔ اس لیے کہ ایسی قوت بالعموم صرف مزاحم انسانوں اور بالخصوص اہلِ ایمان کے خلاف مؤثر ہوسکتی ہے چنانچہ اس بات سے غافل نہیں رہنا چاہیے کہ اللہ اور اس کے ملائکہ نے تاریخ میں متعدد بار بیماریوں اور وباؤں کو بطور ہتھیار اور بعض اوقات اللہ کے دشمنوں کو نیست و نابود کرنے کے لیے استعمال کیا ہے۔ اس لیے ایسی طاقت اور صلاحیت کا حصول از حد ضروری اور ناگزیر ہے جو اللہ کے ملائکہ کی جانب سے پیدا کی جانے والی ایسی بیماریوں اور وباؤں کی حقیقت اور ان کی جڑ تک فوراً پہنچ جائے اور اس کو قابو میں کرنے اور حسبِ ضرورت دواؤں اور علاج پر قادر ہو۔ اپنے اختیار میں رہنے والی یہ صلاحیت ایسی ہو کہ وہ بیماریوں اور وباؤں کے پیدا ہونے کی وجوہات پر پوری گرفت رکھے بلکہ اس سے آگے بڑھ کر بیماریوں اور وباؤں کے پیدا ہونے سے قبل ہی ان راستوں کو محفوظ اور مامون بنادے۔ چنانچہ گزشتہ دنوں میں عالمی سطح پر انسانوں، جانوروں اور نباتات میں بڑے پیمانے پر خود سے بیماریاں پیدا کرنے اور پھر ان پر قابو پانے کے بے شمار تجربے اسی قوت کے حصول کی جانب پیش قدمی ہے۔ یہودیوں کو شاید یہ بات حد درجہ خوف زدہ کر گئی ہے وہ محسوس کرتے ہیں کہ ''قدرت'' ان کی تاک میں بیٹھی ہوئی ہے اور ان پر کسی لمحے عتاب کا کوڑا برس سکتا ہے۔ چنانچہ وہ جلد از جلد اس خطرے کو قابو میں کرنے کی جی توڑ کوشش کررہے ہیں۔ اسٹنفورڈ یونیورسٹی کے مشہور یہودی سائنس داں اسٹینلی ایچ کوہن (Stanley H. Cohen) نے اسی احساس کا اظہار یوں کیا:

"Nature [is] that lovley lady to whom we owe Polio, Leprosy, smallpox, Syphilis, Tuberculosis, Cancer."

ترجمہ: قدرت وہ خوبصورت عورت ہے جس کے سبب ہم پولیو، جزام، چیچک، آتشک، تپ دق، کینسر کا شکار ہوتے ہیں۔

جو لوگ یہودی تاریخ کی کتابوں سے ذرا سی بھی واقفیت رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ ان کی کتابوں میں ''قدرت'' سے مراد اللہ اور اس کے ملائکہ ہیں اور ''ہم'' سے مراد یہودی قوم ہے۔ لہٰذا اس جملے کی معنویت، اس میں بیان کیا گیا کرب اور یہودی نفسیات میں موجود اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ کے ذریعہ لائے جانے والے عذاب کا خوف خوب محسوس کیا جا سکتا ہے۔

یہودی ابلیسی تعاون کے ذریعے دجال اکبر کے ساتھ مل کر جن خطرناک اور بھیانک اسلحوں کا استعمال کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور اس کی استعداد حاصل کرنے کی اندھا دھند کوشش کر رہے ہیں اور جن اسلحوں (Weapons) کا دجال اکبر کے ظہور کے قریب اور اس کے بعد ان کا استعمال کیا جائے گا، اس کی کچھ تفصیل درج ذیل ہے تاکہ امت محمدیہ کو اندازہ ہو سکے کہ ان کا دشمن ان کے خلاف کس قسم کے اسلحوں کے استعمال کا ارادہ رکھتا ہے اور یہ بھی جان لے کہ اس سے بچنے کی جائے پناہ بھی کس کے پاس ہے۔

(۱) گائے اسلحے (Gaia Weapons)

اس سسٹم میں بنیادی طور پر دو طرح کے اسلحوں کا استعمال ہوتا ہے

(۱) ٹیرافارمنگ اسلحے (Terraforming Weapon System)، یہ وہ اسلحے ہیں جن کے ذریعہ گھنٹوں میں بنجر ملک زرخیز و شاداب بنائے جا سکتے ہیں۔

(۲) ٹیراڈی فارمنگ اسلحے (Terra-deforming Waepon System)، یہ وہ اسلحے ہیں جن کے ذریعہ گھنٹوں میں زرخیز ملک بنجر بنائے جا سکتے ہیں۔

احادیث سے بھی اس بات کا اشارہ ملتا ہے کہ دجال اکبر ان اسلحوں کا بے مہابا استعمال کرے گا۔ (اس کا ذکر اگلے ابواب میں آئے گا)

(۲) لاجسٹک اسلحے (Logistic Weapons)

یہ وہ دیوہیکل ترسیلی سسٹم یعنی جہاز ہیں جو بیک وقت ایک ایک لاکھ لوگوں کی نفری/فوج کی پوری ایک بٹالین کو مع بڑے اسلحوں (Heavy Weapons) کے روئے ارض پر حضرت سلیمان علیہ السلام

کے لشکر کی مانند ایک جگہ سے دوسری جگہ یا زمین سے چاند پر یا مریخ پر لے جانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ انہیں دیوقامت Zeppelin بھی کہا جاسکتا ہے۔لاجسٹک اسلحوں کی ایک دوسری قسم بھی ہے جنہیں Blimps کہا جاتا ہے۔ یہ وہ دیوہیکل جہاز ہیں جو سراغ رسانی، ترسیل اور حملے تینوں کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔

(۳) کاونٹر پرسنل اسلحے (Counter Personnel Weapons)

عام طور پر یہ اسلحے اور ان کا استعمال آنکھوں سے نظر نہیں آتے لیکن انسانوں کے لیے ناقابل برداشت تکلیف کا باعث ہوتے ہیں۔ان اسلحوں کا محل استعمال انسانی جسم ہیں۔ان کے ذریعہ درج ذیل کام لیے جاتے ہیں:

(۱) منٹوں میں لاکھوں لوگوں کے مجمع کو تہس نہس کر دینا۔

(۲) ہزاروں ہزار لوگوں کو منٹوں میں مفلوج و معطل کر دینا۔

(۳) آنکھوں سے نظر نہ آنے والی برقی دیوار بنا کر کسی جگہ کو محفوظ بنا دینا تا کہ کوئی انسان وہاں نہ پہنچ سکے۔

(۴) منٹوں میں کسی مقام، عمارت یا علاقے کو اس کے مکینوں سے خالی کرا دینا۔

(۴) کاونٹر میٹریل اسلحے (Counter Material Weapons)

ان اسلحوں سے درج ذیل کام لیے جاتے ہیں:

(۱) منٹوں میں روئے ارض پر یا سمندر میں کسی مقام کو آنکھوں سے نظر نہ آنے والی دیوار بنا کر محفوظ کر لینا اور وہاں داخل ہونے والی کسی بھی گاڑی (Vehicle) کو ناکارہ بنا دینا۔

(۲) منٹوں میں فضا اور خلا میں کسی مقام کو آنکھوں سے نظر نہ آنے والی دیوار لگا کر محفوظ کر لینا اور وہاں داخل ہونے والی کسی بھی جہاز کو ناکارہ بنا دینا۔

(۵) کاونٹر کیپے بیلٹی اسلحے (Counter Capability Waepons)

عام طور پر یہ اسلحے اور ان کا استعمال بھی آنکھوں سے نظر نہیں آتے لیکن کسی Facility اور System کو مفلوج اور ناکارہ بنا دیتے ہیں۔ان اسلحوں سے درج ذیل کام لیے جاتے ہیں:

(۱) منٹوں میں کسی Facility اور System کو ناکارہ بنا دینا۔

(۲) منٹوں میں Weapon of Mass Destruction کے استعمال کی صلاحیت کو ناکام بنا دینا

چونکہ یہ اسلحے عام طور سے آنکھوں سے نظر نہیں آتے اس لیے ان کا استعمال انسانی نفسیات کو حیران کردینے والا ہوتا ہے۔ان کے استعمال کا ایک Collateral Effect یہ ہوتا ہے کہ انسان ہکا بکا ہو کر شدید خوف میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

(۵) سائی بورگ اسلحے (Cybrog Weapons)

ابلیس اور اس کے حلیف آنے والے عظیم معرکوں میں ان اسلحوں کا نا قابل یقین استعمال کریں گے۔ یہ وہ اسلحے ہیں جنہیں یہ بنا چکے ہیں جو کہ لاکھوں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں وہ فوج ہے جو غیر حیوانی، جماداتی شکل پر مشتمل ہے۔ان اسلحوں کو عرف عام میں ٹرمینیٹرس (Terminators) کہا جاتا ہے مثلاً ایسے چوہے، گھوس، سانپ، چمگادڑ، مگرمچھ، گدھ اور کتے نما اسلحے جو بیک وقت ذی روح ہوں گے اور مشین بھی۔ وہ لڑیں گے، جاسوسی کریں گے، تصویریں کھینچیں گے، کمانڈ اور کنٹرول کریں گے، ہوا میں اڑیں گے، بے جان ہو جائیں گے، پھر زندہ (Active) ہو جائیں گے، آپ انہیں ماریں گے تو وہ مریں گے نہیں اور اگر مر جائیں گے تو گھنٹوں میں ایک کی جگہ ویسے ہزاروں آجائیں گے۔

(۷) غلام اسلحے (Golem Weapons)

یہ اسلحے بھی لاکھوں کی تعداد میں غیر انسانی، نیم انسانی اور انسانی وحیوانی شکل کی افواج پر مشتمل ہوں گے جو نہ قتل کرنے سے مرے گی جیسے انسان مرتے ہیں، نہ جلانے سے جلے گی، نہ بموں سے اڑانے سے اڑے گی اور اگر تھوڑی دیر کے لیے مر بھی جائے تو پھر زندہ ہو کر اٹھ کھڑی ہوگی۔ گھنٹوں میں ایسی افواج لاکھوں کی تعداد میں لائی، ہٹائی اور بنائی جاسکتی ہیں۔

امت محمدیہ کی یہ بدقسمتی ہے کہ اس کی قیادت اور اس کے قائدین یعنی حکمران، علما، مشائخ اور عصری علوم کے دانشور قرآن وسنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اور اس کے سبب سے کسی بھی بندۂ مومن کے اندر پیدا ہونی والی بصیرت اور فراست: اتقوا فراسة المومن فانه ينظر بنور الله عزوجل۔ (جامع ترمذی) ''مومن کی فراست سے ڈرو، کیونکہ وہ اللہ عزوجل کے نور سے دیکھتا ہے۔'' سے اتنے عاری ہو چکے ہیں کہ وہ گزشتہ صدیوں اور بالخصوص بیسویں صدی کی ان تبدیلیوں سے پوری طرح بے خبر ہیں۔ ان کی بے خبری کی انتہا یہ ہے کہ وہ ان تبدیلیوں، کوششوں اور کامیابیوں کو جو امت کی تباہی و بربادی کا سبب بن رہی ہیں یا بننے والی ہیں، قدر اور رشک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ حیرت اس بات پر ہوتی ہے کہ یہودیوں کے ان منصوبوں اور کاموں کی خبر بہت زیادہ خفیہ بھی نہیں کہ ہر زیرک انسان ان کی حقیقت کو

جان نہ سکے۔

بادی النظر میں اگرچہ یہ تمام باتیں باہم متضاد لگتی ہیں۔لیکن اب ابلیسی لشکر کی تاریخی ناکامیوں کو سامنے رکھا جائے تو یہود کی ہر ممکنہ رخ سے کی جانے والی کوشش دراصل ان کے اندر چھپے خوف کی واضح عکاسی کرتی ہے۔ان کا خوف اپنی جگہ واقعی اور درست معلوم ہوتا ہے کہ نہ جانے کس راہ سے اور کب کوئی خرقِ عادت ادثہ رونما ہو جائے اور ان کی جیتی ہوئی بازی ہار میں بدل جائے لہٰذا اس لیے اس کی بنیادی کوشش خطرے کی ہر امکانی صورت کے سدباب کرنے کی ہوتی ہے۔

مقاصد کے حصول کے لیے داخلی کوششیں

فانی لاریٰ الفتن تقع خلال بیوتکم کوقع المطر۔

(صحیح البخاری: ج ٤ ص ٨١۔صحیح مسلم رقم الحدیث ٢٨٨٥)

ترجمہ: بے شک میں ایسے فتنے دیکھ رہا ہوں جو تمہارے گھروں پر ایسے گریں گے جیسے بارش کے قطرے۔

ابلیس نے جہاں یہودیوں کے ساتھ مل کر اپنے دو مقاصد یعنی ''اللہ رب العالمین کے امرِ 'کن' پر قبضہ کرنا'' اور ''امت محمدیہ کا خاتمہ'' کے حصول میں پہلے مقصد کے لیے بیرونی محاذ کھول رکھا ہے اور اس کے لیے بھر پور طاقت جمع کی جاچکی ہے اور ہنوز کی جارہی ہے (جس کا ذکر گزشتہ صفحات میں کیا جاچکا ہے) تاکہ اللہ رب العالمین، اس کے ملائکہ اور اس کے جنود السمٰوات والارض کا مقابلہ کیا جاسکے جو ابلیس کی طویل جدوجہد کے نتیجے میں جیتی ہوئی بازی کو عین وقت پر ہار میں تبدیل کر کے اہل ایمان کی نصرت کا سبب بنتے ہیں۔ دوسری طرف امت محمدیہ کے خاتمہ کے لیے ان کو جسمانی اور روحانی طور پر مفلوج کرنے کے لیے اندرونی محاذ ''فتنوں'' کی صورت میں کھول رکھا ہے۔ اس کے لیے مختلف جہتوں اور طبقات میں اپنا ''ابلیسی جال'' بچھا رکھا ہے۔ اس کے مختلف مظاہر درج ذیل بڑے بڑے فتنوں کی صورت میں امت کے اندر موجود ہیں:

(۱) 'الحکم' کو توڑ کر ابلیسی ایجنڈہ نافذ کرنے والے حکمرانوں کا فتنہ

(۲) ائمة المضلین (گمراہ کرنے والے اماموں) کا فتنہ

(۳) اسلامی بینکاری کے نام پر سودی نظام کے نفاذ کا فتنہ

(۴) دجالی نظام تعلیم کے نفاذ کا فتنہ

(۵) نفسانی خواہشات کے دلدادہ دانشوروں کا فتنہ ــــ اور

(۶) مادر پدر آزاد دجالی میڈیا کے قیام کا فتنہ

ان تمام فتنوں کے مختصراً جائزے سے قبل یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ احادیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہے کہ دنیا میں وجود میں آنے والے ہر چھوٹے بڑے فتنے کا سبب دجال ہی ہوگا چنانچہ جو کوئی اس کے ظہور سے قبل کے فتنوں سے بچ گیا وہ دجال اکبر کے ظہور کے بعد کے فتنوں سے بھی بچ جائے گا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لیس من فتنة صغیرة ولا کبیرة الا تضع لفتنة الدجال فمن نجا من فتنة ما قبلها نجا منها۔

(مسند البزار: ج۷ ص۲۳۲ رقم الحدیث: ۲۸۰۷۔مسند احمد: ج۵ ص۳۸۹ رقم الحدیث: ۲۳۳۵۲۔مجمع الزوائد: ج۷ ص۳۳۵ رجاله رجال الصحیح)

ترجمہ: آج تک دنیا میں کوئی بھی چھوٹا بڑا فتنہ ظاہر نہیں ہوا مگر یہ کہ وہ دجال کے فتنے کی وجہ سے ہے، سو جو کوئی اس کے فتنے سے پہلے فتنوں سے بچ گیا وہ دجال کے فتنوں سے بھی بچ جائے گا۔

(۱) 'الحکم' کو توڑ کر ابلیسی ایجنڈہ نافذ کرنے والے حکمرانوں کا فتنہ

عری الاسلام عروة عروة فکلما انتقضت عروة تشبث الناس بالتی تلیها فأولهن نقضاً الحکم وآخرهن الصلاة۔ (شعب الایمان: ج٤ ص٣٢٦۔المعجم الکبیر: ج٨ ص٩٨)

ترجمہ: اسلام کی کڑیاں ایک ایک کر کے ٹوٹیں گی پس جب ایک کڑی ٹوٹے گی تو لوگ اس کے بعد والی کڑی کو پکڑ لیں گے۔ان میں سب سے پہلے جو کڑی ٹوٹے گی وہ 'الحکم' کی کڑی ہوگی اور آخری کڑی 'الصلاۃ' ہوگی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روئے ارض پر جو خلافت کی صورت میں 'الحکم' (الملک للہ) کا قیام کیا تھا ابلیس نے اس کے قیام کے دوران بھی اس میں رکاوٹیں ڈالنے کی کوششیں کیں مگر کامیاب نہ ہوا اور ہر بار اس کو منہ کی کھانا پڑی۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد چاہے بیعت عقبہ ثانیہ ہو جس کے موقع پر رات کی تاریکی میں جب قریش غافل پڑے سو رہے تھے مکہ کی وادی میں دہائی لگائی کہ ''اے قریش! محمد تمہارے خلاف لشکر بنا رہا ہے''، چاہے دار الندوہ میں شیخ نجدی کی صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قتل کی تجویز دے رہا ہو، چاہے بدر کے میدان میں اپنے لشکر کے ساتھ موجود ہو اور قریش کو

بھی تسلی دے رہا ہو کہ ﴿اِنِّیْ جَارٌ لَّکُمْ﴾ ''میں تمہارے ساتھ ہوں''، چاہے غزوۂ احد کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مجروح ہو جانے پر آپ کی شہادت کی خبر اڑا کر مسلمانوں کے حوصلے پست کرنے کی بات ہو، غرضیکہ ہر موقع پر آپ کے مقصد کی تکمیل میں رکاوٹ بننے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔

اس کے بعد خلافتِ راشدہ جس کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ثم تکون خلافة علی منهاج النبوة (مسند احمد) قرار دیا تھا، کے دورِ صدیقی میں داعیانِ نبوت، منکرین زکوۃ اور دیگر کفر وارتداد کے فتنوں کی صورت میں ابلیس نے 'الحکم' میں دراڑ ڈالنے کی کوشش کی مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایمانی فراست نے اس کو کامیاب نہ ہونے دیا۔ چنانچہ ابلیس، یہود اور اس کے دیگر حلیف جب ان باتوں سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے ایک بھیانک منصوبے کے تحت چیدہ چیدہ صحابہ کرام کو راستے سے ہٹانے کی سعی شروع کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت، حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی زہر سے شہادت پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے باہمی اختلاف کے دوران لڑائی کو ہوا دینے اور اس دوران بڑے بڑے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی شہادت اسی منصوبے کا حصہ تھی۔

چنانچہ جب ابلیس اور اس کے حلیف اپنے اس مقصد میں کامیاب ہوئے تو انہوں نے اپنے ایک طویل منصوبے پر عمل درآمد شروع کر دیا۔ سب سے پہلے وہ نامور اصحابِ رسول کے رخصت ہو جانے کے بعد مسلمانوں پر ایسے حاکم بنانے میں کامیاب ہو گیا جنہوں نے ایک طرف مسلمانوں پر ظلم و ستم کرنا شروع کر دیا اور دوسری طرف انہوں نے احکام الٰہی میں اپنی خواہشاتِ نفس کا عمل دخل دینا شروع کر دیا اور یوں ابلیس 'الحکم' میں پہلی دراڑ ڈالنے میں کامیاب ہو گیا۔ چنانچہ نواسۂ رسول حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور نواسۂ صدیق اکبر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اس دراڑ کو پر کرنے کے لیے میدان میں آئے اور اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ اسی طرح فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق یہ ملکاً عاضاً ''کاٹ کھانے والی بادشاہت'' کا دور چلتا رہا اور سوائے ان کثیر علمائے فتن (علمائے سو) کے جو ان بادشاہوں کے حاشیہ نشین بنے رہے، چند علمائے حق کھڑے ہوتے رہے اور 'الحکم' میں پڑنے والی دراڑوں کو پر کرنے اور اُس دین اللہ کو گرنے سے بچانے کی سعی سے کرتے رہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قائم کر کے گئے تھے۔

ملکاً عاضا کے بعد ملکاً جبریة (ظلم وجبر) کا دور شروع ہوا۔ خلافت راشدہ کے بعد

'الحکم' یعنی دین اسلام اپنی اس صورت میں تو باقی نہیں رہا تھا جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو چھوڑ کر گئے تھے مگر بیسوی صدی کے آغاز پر ابلیس اور اس کے تحالف میں بندھے یہودی بالآخر دین اللہ کی عمارت کو مکمل طور پر زمین بوس کرنے میں کامیاب ہوگئے جس کی سعی وہ تیرہ سو سالوں سے کررہے تھے اور یوں سارے بلادِ اسلامی ان کے زیر تسلط چلے گئے۔ اس سے بڑھ کر بیسوی صدی کے وسط میں ابلیس اور اس کے حلیف یہود نے اپنا ''حکم'' U.N.O کے چارٹر کی صورت میں پورے روئے ارض پر قایم کردیا اور اس کے ساتھ ساتھ ابلیس اور اس کے حلیفوں سے وفاداری کے عہد اٹھانے والوں کو اکثر بلادِ اسلامیہ پر ایسے ''کفر کے امام'' اور ''گمراہی کے سردار'' کی صورت میں حاکم بنادیا گیا جن کا حال یہ ہے کہ ان کے حلیے تو مسلمانوں کے سے ہیں، باتیں بھی بڑی پر حکمت مگر دل شیطانوں کے سے اور بدبودار اور رحم سے عاری۔ یہ سلسلہ تا حال جاری ہے اور اس کی سنگینی میں اضافہ ہوتا جارہا ہے اور کیفیت وہاں تک پہنچ گئی ہے جس سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خبردار کردیا تھا۔

يكون عليكم امراء هم شر من المجوس۔

(عن ابن عباس رواه الطبراني واسناده صحيح،مجمع الزوائد:الجزء الخامس ،رقم الحديث ۹۸۹۳)

ترجمہ: تم پر ایسے لوگ حاکم بنیں گے جو مجوسیوں (آتش پرستوں) سے بھی بدتر ہوں گے۔

وعن ابی بردة قال سمعت رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم يقول ان بعدى ائمة ان اطعتموهم اكفروكم وان عصيتموهم قتلوكم۔

(مسند ابی يعلى والطبرانی،مجمع الزوائدج:۵ص:۲۳۸،واسناده فيه كلام)

ترجمہ: حضرت ابی بردۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ میرے بعد ایسے حکمران آئیں گے گویا کہ کفر کے امام اور گمراہوں کے سردار، اگر تم ان کی اطاعت کروگے تو وہ تمہیں کافر بنادیں گے اور اگر ان کی بات نہ مانو گے تو تمہیں قتل کردیں گے۔

الاان رحا الاسلام دائرة فدوروامع الكتاب حيث دار،الاان الكتاب والسلطان سيفترقان فلا تفارقوا الكتاب الاانه سيكون عليكم امراء يقضون لانفسهم مالا يقضون لكم فان عصيتموهم قتلوكم وان اطعتموهم اضلوكم۔ (الطبرانی، مجمع الزوائدج:۵ص:۲۳۸)

ترجمہ: اسلام کی چکی گردش میں ہے تو جدھر قرآن کا رخ ہو اسی طرف تم بھی گھوم جاؤ، ہوشیار رہو! قرآن اور اقتدار عن قریب الگ الگ ہوجائیں گے۔ (خبردار) قرآن کو نہ چھوڑنا، آیندہ ایسے حکمران ہوں گے

جو تمہارے بارے میں فیصلے کریں گے۔ اگر تم ان کی اطاعت کرو گے تو تمہیں سیدھی راہ سے بھٹکا دیں گے اور تم ان کی نافرمانی کرو گے تو وہ تمہیں موت کے گھاٹ اتار دیں گے۔

وعن كعب بن عجرة قال خرج علينا رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم فقال انها ستكون عليكم امراء من بعدى يعظون بالحكمة على منابر فاذا نزلوا اختلست منهم وقلوبهم أنتن من الجيف۔

(رواه الطبراني،مجمع الزوائدج:۵ ص:۲۳۸،رجاله ثقات)

ترجمہ: حضرت کعب بن عجرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ میرے بعد تم پر ایسے حکمران آئیں گے جو منبر پر بڑے پُرحکمت وعظ کریں گے اور جب منبروں سے اتریں گے تو ان سے حکمت چھین لی جائے گی، ان کے دل مردار سے زیادہ بدبودار ہوں گے۔

جب یہ کیفیت پیدا ہو جائے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہدایت تھی کہ:

قالوا يارسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم كيف نصنع؟ قال كصنع اصحاب عيسى بن مريم نشروا بالمناشير وحملوا على الخشب، موت فى طاعة اللّٰه خيرمن حياة فى معصية اللّٰه۔

(الطبراني، مجمع الزوائدج:۵ ص:۲۳۸)

ترجمہ: صحابی نے دریافت کیا کہ (ایسے موقع پر) یارسول اللہ پھر ہم کیا کریں؟ فرمایا: وہی کرو جو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے کیا، وہ لوگ آروں سے چیرے گئے، سولیوں پر لٹکائے گئے، خدا کی نافرمانی میں زندہ رہنے سے بدرجہا بہتر ہے کہ آدمی اللہ کے احکام کی پیروی کرتے ہوئے جان دے دے۔

'الحکم' کو توڑ کر U.N.O کا قیام اور New World Order کا نفاذ ابلیس کے داخلی محاذ کا سب سے بڑا فتنہ ہے۔

(۲) ائمۃ المضلین (گمراہ کرنے والے اماموں) کا فتنہ

من اتى ابواب السلاطين افتتن۔ (ابوداؤد،سنن نسائی،بیہقی،جامع ترمذی)

ترجمہ: جو حکمرانوں کے دروازوں پر حاضر ہو گا وہ فتنے میں مبتلا ہو جائے گا۔

انها ستكون امراء يكذبون ويظلمون فمن صدقهم بكذبهم واعانهم علىٰ ظلمهم فليس منا ولست منهم ولا يرد على الحوض ،ومن لم يصدقهم بكذبهم ولم يعنهم علىٰ ظلمهم فهو منى وانا منه وسيرد على الحوض (مسند احمد:۲۳۳۰۸)

ترجمہ: عن قریب ایسے حکمران آئیں گے جو جھوٹ بولیں گے اور ظلم کریں گے سو جس نے ان کے جھوٹ کی تصدیق کی اور ان کے ظلم میں ان کی معاونت کی تو وہ ہم (مسلمانوں) میں سے نہیں اور نہ میں ان میں سے ہوں اور وہ میرے حوض کوثر پر میرے قریب نہیں آسکیں گے، اور جس نے ان حکمرانوں کے جھوٹ کی تصدیق کی اور نہ ان کے ظلم میں ان کی مدد کی تو وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور جلد وہ میرے پاس حوضِ کوثر پر آئے گا۔

امام ابن ماجہ ثقہ راویوں کی وساطت سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: میری امت میں سے کچھ لوگ دین میں تفقہ (سمجھ بوجھ) حاصل کریں گے، قرآن پڑھیں گے اور کہیں گے ہم امرا (حکام) کے ہاں جاتے ہیں تا کہ ان کی دنیا سے بھی کچھ لے لیں اور اپنے دین کو بھی بچا رکھیں، حالانکہ یہ کسی طرح بھی ممکن نہیں، جس طرح ببول کے درخت سے کانٹوں کے سوا کچھ نہیں ملتا اسی طرح ان امرا کی قربت سے بھی خطاؤں کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

یوں تو خلافت کی موجودگی میں بھی ایسے علمائے وقت (علمائے سو) کی ایک کثیر تعداد موجود تھی کہ جو ایسے حکمرانوں کو سند جواز عنایت کرتے جنہوں نے کتاب اللہ اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو معطل کر دیا تھا اور اپنی مرضی اور خواہشات کے مطابق اللہ کی زمین پر حکومت کرنے لگے تھے۔ تاریخ کا یہ باب تو اور بھی زیادہ المناک ہے کہ جب بھی علمائے حق اس کے خلاف کھڑے ہوئے اور عملاً میدان میں آئے تو ان علمائے حق کے خلاف ہمیشہ حکمران اور علماء وقت کا طبقہ یک جان اور یک زبان رہے ہیں (الا ماشاء اللہ) اور ان دونوں طبقوں کی نظر میں ہمیشہ یہ علمائے حق ناپسندیدہ اور معتوب رہے ہیں اور علمائے وقت کے اس بھیانک طرزِ عمل کے باعث بیشتر علمائے حق کی زندگی اپنوں سے ہی الجھنے میں گزر گئی۔ چنانچہ جب بھی علمائے حق میں سے کوئی اٹھا اور اس نے نظام وقت کی نکیر کی اور اسے اسلام کی طرف بلایا یا اسلام کی خلاف ورزی کرنے سے روکا تو ان کی سب سے زیادہ مخالفت علمائے وقت نے کی۔ پوری اسلامی تاریخ میں علمائے حق کے سامنے نظام وقت کے ٹھہرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا اگر یہ علمائے وقت کا طبقہ نظام وقت کا پشتی بان نہ ہوتا۔ علمائے حق کو جب بھی اذیتوں سے گزرنا پڑا تو اس کا سبب نہ ہی عامۃ الناس کا علمائے حق سے بے تعلقی کو رہا اور نہ ہی ہر موقعہ پر نظام وقت کے اصل حکمرانوں کی قوت و طاقت کو کوئی دخل رہا بلکہ بیک وقت عامۃ الناس کو خاموش کرنے یا مضطرب (Confuse) کرنے اور

وقت کے نظام کو ''معقولی اور منقولی'' دلائل فراہم کرنے اور ان کے مظالم یا انحراف کو ''سندِ جواز'' عطا کرنے میں اسی علمائے وقت کے طبقے کا بنیادی کردار رہا ہے۔

تاریخ میں چاہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہوں جن کو مدینہ منورہ کی گلیوں میں اونٹ کے اوپر منہ کالا کر کے گھمایا جا رہا ہو اور کوڑے لگائے جا رہے ہوں یا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو حکمران کی بات نہ ماننے پر جیل میں ڈال دیا گیا ہو اور پھر زہر کے اثر کی وجہ سے ان کی موت جیل میں واقع ہوگئی ہو، چاہے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اکیلے ہی جیل خانے میں کوڑے کھا رہے ہوں اور تمام اہل علم نے ظالم حکمران کے آگے سر جھکا دیے ہوں یا امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ہوں جن کو عمر کے آخری ایام امت کی خیرخواہی میں جیل کی صعوبتوں میں ہی گزارنے پڑے ہوں اور ان کا جنازہ بھی جیل سے اٹھا ہو، اسی طرح صلیبیوں سے جنگ کرنے والے صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ ہو یا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ یا سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ، ہمارے اسلاف میں سے جو بھی اللہ کے دین کو زندہ کرنے کے لیے اٹھا اور اس نے وقت کے ظالم حکمران کو چیلنج کیا تو تاریخ دان اور اہل علم جانتے ہیں کہ سب سے بڑھ کر علمائے وقت نے ان کی مخالفت کی اور ان سے لاتعلقی کا اظہار کرتے ہوئے ان کو قابلِ گردن زنی قرار دیا۔

خلافت کے انہدام کے بعد جبکہ اکثر بلادِ اسلامیہ پر ابلیسی تحالف میں بندھے ''کفر کے اماموں اور گمراہی کے سرداروں'' کا تسلط ہے۔ آج بھی ملت اسلامیہ میں جب بھی اللہ کے کچھ بندے ان حکمرانوں کے سامنے کلمۂ حق کہنے کھڑے ہوتے ہیں اور ان کے کفر و ارتداد کے خلاف علمِ بغاوت بلند کرتے ہیں تو ہمیشہ یہ حکمران اپنے اقتدار کو بچانے کے لیے اُن علمائے وقت کی خدمات حاصل کرتے ہیں جن کے چہرے مسلمانوں سے مشابہت رکھتے ہیں اور جن کے ہاتھوں میں اسلام کے بڑے اونچے اونچے علم (جھنڈے) بھی ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے، یہ ''علمائے وقت'' ان بندگانِ خدا کو ''گمراہ'' قرار دیتے ہوئے ان کے خلاف ''خارجی اور باغی'' ہونے کا فتویٰ صادر کرتے ہیں۔ چنانچہ آج انہی کے باطل فتاویٰ کی بنیاد پر ان علمائے حق اور ان کی پیروی کرنے والے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں اور ان کی اکثریت اسی قید و بند میں اپنی جانیں دے رہی ہے۔

لگتا ہے جس کا اندیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا وہ وقت آچکا ہے۔ دین اللہ کی وہ عمارت جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قایم کر گئے تھے کم و بیش سو سال ہوئے گری پڑی ہے اور پوری دنیا میں

ابلیس، دجال اور یہودیوں کا نیو ورلڈ آرڈر (New World Order) نافذ ہے گویا پورے روئے ارض پر ابلیس کا جھنڈا لہرا رہا ہے۔ یوں ابلیس کے داخلی محاذ کا دوسرا بڑا مظہر امت کے اندر ''گمراہوں کے سردار'' کا تسلط ہے۔ چنانچہ گزشتہ ڈھائی سو سالوں میں مغربی استعمار اور مستشرقین کے حملوں نے اسلام اور امت مسلمہ کو ایسی تباہی سے دوچار نہیں کیا جیسی تباہی داخلی محاذ کے اس مرحلے میں 'الحکم' کے ٹوٹنے کے بعد ان ظالموں کے ہاتھوں ہوئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ قرآن جو کہ عمل کی کتاب تھی وہ صرف پڑھنے کی کتاب رہ گئی، اسلام جو کہ نافذ ہونے کے لیے آیا تھا اس کا صرف نام رہ گیا اور علما جو کہ شریعت الٰہی کے محافظ بنائے گئے تھے وہ فتنوں کے نکلنے کا منبع بن گئے ہیں:

یوشك ان یأتی علی الناس زمان لایبقی من الاسلام الا اسمه ،ولا یبقی من القرآن الا رسمه،مساجدهم عامرة وهی خراب من الهدیٰ ،علماؤهم شر من تحت ادیم السمآء،من عندهم تخرج الفتنة وفیهم تعود۔

(مشکوۃ، کتاب العلم ص۳۸۔البیهقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: عن قریب لوگوں پر ایسا وقت آنے والا ہے کہ اسلام میں سے صرف اس کا نام باقی رہ جائے گا اور قرآن میں سے صرف اس کے الفاظ باقی رہ جائیں گے، ان کی مسجدیں بظاہر آباد ہوں گی مگر حقیقت میں ہدایت سے خالی ہوں گی، ان کے علما آسمان کے نیچے کی مخلوق میں سب سے بدتر ہوں گے، فتنے ان میں سے نکلیں گے اور ان ہی میں لوٹ جائیں گے۔

اور جب یہ لوگ فتنوں کا شکار ہو جائیں تو ان کی حیثیت تو ان جہنم کی طرف بلانے والے داعیوں کی سی ہو جائے گی جن کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((دعلة الیٰ ابواب جهنم من اجابهم الیها قذفوه فیها قلت یارسول اللّٰه صفهم لنا فقال هم من جلد تنا ویتکلمون بالستنا۔ (صحیح بخاری)

ترجمہ: جہنم کے دروازوں کی جانب بلانے والے داعی ہونگے۔ جس نے ان کی اس دعوت کو قبول کرلیا یہ اس کو جہنم میں گرادیں گے۔ (حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا) میں نے پوچھا یارسول اللہ آپ ہمیں ان کی نشانی بتادیجیے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ہم ہی میں سے ہوں گے اور ہماری زبان میں بات کرتے ہوں گے۔

عن علی کنا جلوسا عند النبی صلی الله علیه وسلم وهو نائم فذکرنا الدجال فاستیقظ محمرا وجهه فقال غیر الدجال اخوف عندی علیکم من الدجال ائمة مضلون۔

(مصنف ابن ابی شیبه ،مسند احمد،مسند ابی یعلی)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیند فرما رہے تھے۔ہم نے دجال کا ذکر چھیڑا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہوگئے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔فرمایا دجال کے علاوہ مجھے دجال سے زیادہ تمہارے بارے میں جس چیز کا خوف ہے وہ گمراہ کرنے والے قائدین ہیں۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ باوجود اس کے کہ احادیث مبارکہ میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک دجال اکبر کو سب سے بڑا فتنہ قرار دیا گیا ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بھی زیادہ اپنی امت کے حوالے سے جس چیز کے بارے میں خوف لاحق تھا وہ ایسے ''گمراہ کرنے والے اماموں کا فتنہ'' جو بظاہر مسلمانوں میں ہوں گے اور ظاہراً اپنے آپ کو بڑا دیندار اور پاک باز ظاہر کریں گے (جیسا کہ بعض احادیث مبارکہ سے ثابت ہے) لیکن عملاً وہ نہ صرف خود ابلیس، دجال اکبر اور یہودیوں کے ہراول دستہ کا کردار ادا کریں گے بلکہ عامۃ المسلمین کو بھی دجال اکبر کا پیروکار بنانے میں بھی اہم کردار ادا کریں گے۔

(۳) اسلامی بینکاری کے نام پر سودی نظام کے نفاذ کا فتنہ

﴿فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۝ وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا﴾ (النساء: ۱۶۰ تا ۱۶۱)

ترجمہ: تو ان لوگوں کے ظلم کی وجہ سے جو کہ یہودی ہوئے ہم نے حرام کر دی تھی ان پر بعض پاکیزہ چیزیں بھی، اس بنا پر کہ وہ لوگوں کی اکثریت کو اللہ کے راستے سے روکتے تھے اور سود کھاتے تھے، حالانکہ اس سے ان کو منع کیا گیا تھا اور لوگوں کے (انفاق کیے ہوئے) مال کو باطل طریقے سے کھاتے تھے۔اور ان میں سے انکار کرنے والوں کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

لیاتین علی امتی ماأتی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل۔ (جامع ترمذی)

ترجمہ: میری امت پر بھی لازماً وہ تمام حالات وارد ہو کر رہیں گے جو بنی اسرائیل پر واقع ہوئے' بالکل ایسے ہو بہو جیسے ایک جوتی دوسری جوتی سے مشابہ ہوتی ہے۔

چنانچہ جو کام علمائے یہود نے اللہ کی شریعت کے ساتھ کیا تھا کہ اس کے واضح اور قطعی احکامات خاص کر لوگوں کے معاشی معاملات میں، کو اپنی حیلہ سازی کے ذریعے اپنی خواہشات کی تکمیل

کے لیے بدل دیا کرتے تھے، وہی کام آج علمائے وقت (یعنی علمائے سُو) کر رہے ہیں کہ شریعت کے واضح احکامات کو اپنی تلبیسی چالوں اور ہیرا پھیری کے ذریعے بدل رہے ہیں۔ اسی بات سے خبردار کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا:

((عن أبی هريره رضي الله عنه أن النبی صلی الله علیه وسلم قال لاترتكبوامأارتكب اليهود فتستحلوامحارم الله بأدنى الحيل واسناده ممايصححه الترمذی۔

(حاشية ابن قيم: ج۹ ص ۲۴۴)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس غلطی کا ارتکاب نہ کرنا جس غلطی کا ارتکاب یہود نے کیا کہ تم معمولی بہانوں سے اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کرنے لگو۔

ابلیس یہودیوں کے ساتھ مل کر معاشی منصوبہ بندی کے جال میں ''سود'' کے ذریعے پوری دنیا خصوصاً مسلمانوں کو پھانسنے کے لیے گزشتہ کئی صدیوں سے محنت کر رہا ہے تاکہ دجال اکبر کے آنے کی راہ ہموار ہو سکے۔ چنانچہ ''سود کا آغاز بڑا خوش نما اور اختتام بربادی ہے'' لہٰذا پوری دنیا کو معاشی طور پر کنگال اور بدحال کرنے اور لوگوں کو فقر و فاقہ کاد الفقر ان یکون کفراً (شعب الایمان: ج ۱ ص ۲۶۷) ''قریب ہے کہ فقر و فاقہ کفر تک لے جائے'' میں مبتلا کرنے کے لیے یہودیوں نے سود کے سرچشموں یعنی بینک (Bank) کو قائم کیا۔

ایں بنوک، ایں فکر چالاک یہود

خلافت کے انہدام کے بعد یوں ان بینکوں کے قیام سے تو شاید ہی دنیا کا کوئی بھی ایسا فرد ہو جو سود کے اثرات سے آلودہ نہ ہوا ہو، لیکن چونکہ عامۃ المسلمین کی وہ اکثریت جس میں کچھ نہ کچھ دینی حمیت باقی تھی، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بیان کردہ سود کی شناعت و حرمت کی وجہ سے وہ ان بینکوں کے سودی قرضوں اور ابلیسی چالوں میں براہِ راست (Directly) مبتلا نہ ہوئی تھی۔ چنانچہ اس کے لیے ضروری تھا کہ جس طرح ابن ماجہ کی روایت کے مطابق ''قرب قیامت میں لوگ شراب کو نام بدل کر حلال کر لیں گے''۔ اسی طرح سود کو بھی اسلامی لبادے پہنا کر عامۃ المسلمین کو اس کا شکار کرنے کے لیے بھی ابلیس اور یہود نے بھی علمائے وقت کا سہارا ڈھونڈا، اور ایسا لگتا ہے کہ شاید ان کو اپنے مقصد میں کافی حد تک کامیابی نصیب ہوئی۔

چنانچہ آج وقت کے ابلیسی ودجالی ورلڈ آرڈر کے زیر سایہ اور زیر کفالت Islam+Interest کے ملغوبہ کے ساتھ ''نام نہاد اسلامی معیشت'' کا قیام عمل میں لاکر ایسا فتنہ کھڑا کیا گیا ہے جو امت محمد یہ کی اکثریت کو ''دجال کے قید خانے'' میں جھونک کر ہی دم لے گا اور یہ کام اسلامی معیشت کے نام نہاد اسلامی مفکرین و محققین بخوبی انجام دے رہے ہیں۔ چنانچہ اسلامی بینکاری کے نام پر سودی نظام کے نفاذ کا فتنہ ابلیس کے داخلی محاذ کا ایک اہم فتنہ ہے۔

(۴) دجالی نظام تعلیم کے نفاذ کا فتنہ

ابلیس اور یہودیوں نے امت محمد یہ کے اندر برصغیر اور عالم عرب میں آج سے ڈیرھ دوسو سال قبل ہی ''دجالی نظام تعلیم'' کو مغربی علوم کے نام پر رائج کرنے کی کوششوں کا آغاز کر دیا تھا۔ 1835ء میں لارڈ میکالے نے حکومت برطانیہ کی طرف سے عامۃ المسلمین کی غیرت وحمیت کو مٹانے اور ان کو اپنا (دجال اور یہود کا) ہم نوا بنانے کے لیے پورے ہندوستان میں ایک سروے کیا اور پھر اپنی رپورٹ میں یہ تجویز دی:

> ''محدود وسائل کے پیش نظر ہمارے لیے یہ ممکن نہیں کہ برصغیر کے عوام کو اپنی مغربی تعلیم (یا صحیح تر الفاظ میں مغربی تہذیب) سے آراستہ کر سکیں۔ فی الحال ہمیں اپنی توجہ ایک ایسے طبقے کی تیاری پر لگانی چاہیے جو ہماری حکومت اور لاکھوں عوام کے درمیان ہمارے ''ترجمان'' کا کردار ادا کرے۔ یہ طبقہ ایسے افراد پر مشتمل ہو جو رنگ وخون میں تو ہندوستانی ہو مگر اطوار، خیالات، اخلاق اور افکار میں مکمل طور پر انگریز ہو۔ ہم اس طبقے کو یہ کام سپرد کریں گے کہ وہ اپنے ملک کی زبانوں میں تبدیلی پیدا کرے، علاقائی زبانوں کو مغربی طرز حیات سے مستعار لی گئی سائنسی اصطلاحات سے مزین کرے اور پھر باقی عوام کو ''ڈگریوں'' کے ذریعے یہ ''علم'' منتقل کرنے کی خدمت انجام دے''۔

ابلیس اور یہود نے سیکولر اور ملحدانہ افکار پر مشتمل مغربی نظام تعلیم کے نفاذ کا جو محاذ کھولا تھا آج چہار اطراف نگاہ اٹھا کر دیکھیے! وہ اس محاذ پر بھی کامیابی کے شادیانے بجا رہے ہیں۔ آج کے مسلمان بچے جب مغربی علوم کی درس گاہوں سے نکلتے ہیں تو ان کی سوچ، فکر، اخلاق، کردار اور اچھے اور برے کی پہچان کی بنیاد اس علم پر نہیں ہوتی جو اللہ نے ان کے لیے نازل کیا تھا بلکہ وہ مکمل طور پر مغربی افکار ونظریات کے حامل غلامانہ ذہنیت لے کر نکلتے ہیں۔ چنانچہ آج اس غلامانہ ذہنیت نے امت محمد یہ کے اندر کیا فسادِ عظیم برپا کیا ہے، آگے کے عنوانات میں اس کا تفصیل سے ذکر آئے گا۔

(۵) نفسانی خواہشات کے دلدادہ دانشوروں کا فتنہ

عن انس بن مالك رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:ان امام الدجال سنين خداعة يصدق فيها الكاذب،ويكذب فيها الصادق،ويخون فيها الامين ويؤتمن فيها الخائن ،ويتكلم فيها الرويبضة،قيل:وماالرويبضة؟قال:الفويسق يتكلم فى امرالعامة۔

(مسند احمد: ج۳ص ۲۲۰)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دجال سے پہلے کچھ دھوکے اور فریب کے سال ہوں گے، جن میں جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا، امین کو خائن اور خائن کو امین قرار دیا جائے گا اور اس میں ''رویبضہ'' کلام کرے گا۔صحابہ کرام نے دریافت کیا کہ رویبضہ کیا چیز ہے؟ فرمایا: فاسق وفاجر آدمی مسلمانوں کے عام معاملات میں گفتگو کرے گا۔

عصری علوم سے آراستہ وہ مفکر اور دانشور جن کی نظر میں کامیابی اور ترقی کا دارومدار مغربی تہذیب واقدار کی پیروی میں ہے اور وہ مغربی تہذیب واقدار کو اپنے لیے فقید المثال نمونہ قرار دیتے ہیں۔اس سوچ میں دراصل نفسانی خواہشات کی پیروی شامل ہے (جس کا اشارہ ابتدأ حدیث میں آیا) جس میں ان کے نزدیک مذہبی حدود وقیود اور اسلاف کے طریقے سے آزاد ہوکر اپنے لیے ایک ایسا طریقہ اور نظام زندگی وضع کرنا ہے جس میں شراب کی حرمت،شرعی پردہ کی پابندی،سود کی شناعت،نکاح کا بندھن،محرم رشتوں کا تقدس وغیرہ جیسے دقیانوسی اور فرسودہ نظریات کی گنجائش نہ ہوتا کہ وہ اس میں اپنی نفسانی وشہوانی لذات کا حصول پوری آزادی اور کھلے ماحول میں کرسکیں۔

خلافت اسلامیہ کی شکست وریخت کے آخری مراحل اور اس کے مکمل انہدام کے بعد اس گروہ کو اپنے مذکورہ مقصد کے لیے اُس مغربی تہذیب واقدار میں جائے پناہ نظر آئی جس کو ابلیس اور یہودیوں نے بڑی ہی محنت شاقہ سے گزشتہ اڑھائی تین صدیوں میں اپنے عظیم مقاصد کے حصول کے لیے ڈھالا تھا۔چنانچہ جب ان خواہشاتِ نفسانی کے پیروکاروں نے اس تہذیب واقدار میں پناہ لی تو لامحالہ انہیں بھی ابلیس اور یہود کے اس اتحاد میں علمی ولاعلمی،طوعاً وکرہاً ہر صورت جڑنا پڑا جس میں وہ صدہا سالوں سے جڑے ہوئے ہیں۔

اس تحالف میں جڑنے کا نتیجہ یہ ہے کہ آج صدی ڈیڑھ صدی کے بعد ایک ایسی (Elite Class) نسل تیار ہوگئی ہے جو ایک طرف شراب پینے،زنا کرنے،موسیقی سننے،ناچ گانے کی محافل منعقد

کرانے کی دلدادہ، نکاح کا بندھن اس کے لیے ایک قید، شرعی پردہ کے احکامات اس کے لیے بوجھ، سود اس کے لیے اکلِ حلال، گزرے ہوئے نیک اور صالح مسلمانوں پر لعن طعن اس کا بہترین مشغلہ، تو دوسری طرف اللہ اور اس کے رسول سے سچی محبت کرنے والوں کے لیے دل نفرت اور بغض سے بھرے ہوئے ہیں۔

آج اس فتنہ کا سب سے بڑا مظہر مسلم امہ کے اند مختلف طبقہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے وہ افراد ہیں جو حدود اللہ کا مذاق اڑانے، سنتِ رسول کی تضحیک کرنے، سود اور شراب کی حرمت پر انگلیاں اٹھانے، نکاح کے بغیر کسی بھی جنسی تعلق کو بے ضرر سمجھنے، ہم جنس پرستی کے قائل، رجم کو وحشیانہ فعل قرار دینے، ہر خیر و بھلائی اور شر کے من جانب اللہ ہونے (یعنی تقدیر) کے انکاری، دجال کے خروج، امام مہدی کے ظہور اور نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے بارے میں اپنی مجتہدانہ رائے کے ذریعے لوگوں کے عقائد کو متزلزل کرنے اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے کے لیے ہر جہاد کرنے والے امین کو خائن اور ابلیسی تحالف میں بندھے ہر اُس خائن شخص یا گروہ کو امین ظاہر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو اس ابلیس کے لشکر کے ہراول دستے کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ شاید ان ہی بداخلاق اور بدکردار لوگوں کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

انه سيكون من بعدكم قوم يكذبون بالرجم وبالدجال وبالشفاعة وبعذاب القبر وبقوم يخرجون من النار بعد ما امتحشوا۔

(مسند احمد: ج۱ ص۲۲۳، کذافی اشراط الساعة ص۳۱۷)

ترجمہ: عن قریب تمہارے بعد ایک قوم آئے گی جو رجم، دجال، شفاعت، عذاب قبر اور جہنم سے ایک جماعت کے نکلنے کو جن کے چہرے جھلس چکے ہوں گے، جھٹلائیں گے۔

يكون فى هذه الامة خسف ومسخ وقذف، قالت قلت يارسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم! أنهلك وفينا الصالحون؟ قال نعم اذا ظهر الخبث۔

(جامع ترمذی، ابواب الفتن، باب الخسف، ج:۲ ص:۱۷۷۶۷)

ترجمہ: اس امت میں آخری لوگوں میں زمین میں دھنسنے، شکلیں بگڑنے اور آسمان سے پتھر برسنے کے واقعات ہوں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ یارسول اللہ! کیا ہم نیک لوگوں کے ہوتے ہوئے ہلاک ہو جائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! جب خبث (فسق و فجور) غالب آجائے گا تو لوگ ہلاک ہوں گے۔

عن نافع بن خديج عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ذم القدرية،وانهم زنادقة هذه الامة،وفی زمانهم يكون ظلم السلطان ،فياله من ظلم وحيف واثرة،ثم يبعث اللہ طاعونا فيفنی عامتهم ثم يكون الخسف فما اقل من ينجو منهم ،المومن يومئذ قليل فرحه،شديد غمه،ثم يكون المسخ فيمسخ اللہ عامتهم قردة وخنازير،ثم يخرج الدجال علی اثرذلك قريبا،ثم بكی رسول اللہ صلی اللہ عليه وسلم حتی بكينا لبكائه ،وقلنا:مايبكيك ؟قال:رحمة لا ولئك القوم الاشقياء ،لان فيهم المقتصد وفيهم المجتهد۔

(الطبرانی فی الكبير ۴۲۷۰۔كذافی النهاية ص ۱۱۳)

ترجمہ: حضرت نافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ''قدریہ'' کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ اس امت کے زندیق ہیں اوران کے زمانے میں ظلم وستم کی حکمرانی اور حسرت وندامت کا دور دورہ ہوگا پھر اللہ تعالیٰ ان پر طاعون کومسلط کردے گا جس سے ان کی اکثریت ہلاک ہوجائے گی پھران کوزمین میں دھنسا دیا جائے گا اور بہت کم لوگ بچ سکیں گے۔اس وقت مومن کے لیے خوشیاں کم اورغم زیادہ ہوں گے، پھر چہروں کومسخ کرکے اکثر لوگوں کے چہرے بندر اور خنزیر کی طرح کردیے جائیں گے پھراس کے قریبی زمانے میں ہی دجال کا خروج ہوگا۔یہ کہہ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روتا دیکھ کر ہم بھی رونے لگے پھر ہم نے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا کہ ان بدبخت لوگوں پر مجھے رحم آرہا ہے کیونکہ ان میں بعض میانہ رو ہوں گے اور بعض اپنی رائے پر عمل پیرا ہوں گے۔

چنانچہ مغرب سے مرعوب نفسانی خواہشات کے دلدادہ دانشوروں اور مفکروں کا فتنہ بھی ابلیس کے داخلی محاذ کا ایک بڑا فتنہ ہے۔

(۶) مادر پدر آزاد دجالی میڈیا کا قیام

۱۸۹۷ء میں سوئٹزرلینڈ کے شہر ''بال'' میں تین سو یہودی دانشوروں ،مفکروں ،فلسفیوں نے ہرٹزل کی قیادت میں جمع ہوکر پوری دنیا پر دجال کی حکمرانی کا منصوبہ تیار کیا تھا۔یہ منصوبہ انیس پروٹوکولز کی صورت میں پوری دنیا کے سامنے عرصہ ہوا آچکا ہے۔اس میں جہاں اور چیزوں کو قبضے میں لینے پر زور دیا گیا تھا، وہیں میڈیا کے بارے میں یہ طے ہوا تھا:

''ہم میڈیا کے سرکش گھوڑے پر سوار ہوکر اس کی باگ کو اپنے قبضے میں رکھیں گے۔ہم اپنے دشمنوں کے قبضے میں کوئی ایسا مؤثر اور طاقتور اخبار نہیں رہنے دیں گے کہ وہ اپنی رائے کو مؤثر ڈھنگ سے

ظاہر کر سکیں، اور نہ ہم ان کو اس قابل چھوڑیں گے کہ ہماری نگاہوں سے گزرے بغیر کوئی خبر لوگوں تک پہنچ سکے۔ ہم ایسا قانون بنائیں گے کہ کسی ناشر اور پریس مالک کے لیے یہ ناممکن ہوگا کہ وہ پیشگی اجازت لیے بغیر کوئی چیز چھاپ سکے...... ہمارے قبضے میں ایسے اخبارات ورسائل ہوں گے جو مختلف گروہوں اور جماعتوں کی تائید وحمایت حاصل کریں گے۔ خواہ یہ جماعتیں جمہوریت کی داعی ہوں یا انقلاب کی حامی۔ حتیٰ کہ ہم ایسے اخبارات کی بھی سرپرستی کریں گے جو انتشار و بے راہ روی، جنسی واخلاقی انارکی، استبدادی حکومتوں اور مطلق العنان حکمرانوں کی مدافعت اور حمایت کریں...... ہم ایسے اسلوب سے خبروں کو پیش کریں گے کہ قومیں اور حکومتیں ان کو قبول کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ ہم یہودی، ایسے دانشوروں، ایڈیٹروں اور نامہ نگاروں کی حوصلہ افزائی کریں گے جو بدکردار ہوں اور خطرناک مجرمانہ ریکارڈ رکھتے ہوں...... ہم ذرائع ابلاغ کو خبر رساں ایجنسیوں کے ذریعے کنٹرول کریں گے۔ ہم دنیا کو جس رنگ کی تصویر دکھانا چاہیں گے وہ پوری دنیا کو دیکھنا ہوگی۔"

حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو ابلیس اور یہودی قوم اپنے اس مقصد میں پوری طرح کامیاب ہو چکے ہیں اور انہوں نے پوری دنیا کے انسانوں کی عقل اور ذہن کو پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے ماؤف کر کے ان کو اُس ''سحر'' (جادو) میں جکڑ لیا ہے جو حق و باطل میں تمیز کرنے کے اُس بنیادی عنصر کو ہی انسان کے اندر سے ختم کر دیتا ہے جو کہ اللہ رب العالمین نے ہر انسان کی 'فطرت' میں رکھا ہے۔ اس سے پہلے کہ ہم اس فتنے کے امت محمدیہ پر بھیانک اثرات کا جائزہ لیں، یہ بات واضح ہے کہ معاشرے میں لوگ عموماً دو قسم کے ہوتے ہیں:

اول: وہ لوگ جن کے شب و روز عیش و مستی میں گزرتے ہیں اور ان کی زندگی بغیر کسی اصول و اخلاق کے غفلت اور لاپرواہی میں ہی گزرتی ہے۔

دوم: دوسرے وہ لوگ ہوتے ہیں جو پہلے گروہ کے برعکس اپنے ذہن ہی کے اخذ کردہ سہی مگر کسی اصول و اخلاق کے مطابق زندگی گزارتے ہیں اور صحیح و غلط میں تمیز کرنے کے ان کے اپنے کچھ نہ کچھ معیارات ہوتے ہیں۔ چنانچہ ابلیسی تحالف نے ان دونوں طبقوں کو اپنے ''سحر'' میں جکڑنے کے لیے اس محاذ پر دو ناموں سے ذیلی محاذ کھولے ہیں:

(۱) تفریح/الشهوات (Entertainment)

(۲) خبریں/الشبهات (News)

امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں:

"یخرب العلم الشھوات والشبھات" (الفوائد)

''دو چیزیں علم کو برباد کر دیتی ہیں، ایک شہوات اور دوسری شبہات''۔

(ا) تفریح/الشھوات: (Entertainment)

انسانی معاشرہ جن بنیادوں پر قایم رہتا ہے اس میں ''حیا وعفت'' ایک بنیادی رکن ہے اور جس قوم کے اندر سے یہ صفت اٹھ جاتی ہے وہ اپنی موت آپ مرجاتی ہے اور اس کے افراد بکریوں کے اس اندھے ریوڑ کی مانند ہو جاتے ہیں جس کو جو جہاں چاہے ہنکا کر لے جائے۔ چنانچہ پرنٹ میڈیا اور خاص کر الیکٹرانک میڈیا پر ''تفریح'' کے نام پر یہودیوں نے ٹیلی ویژن، ریڈیو، انٹرنیٹ اور موبائلز پر حیا سوز اور اخلاق باختہ مواد پر مشتمل جو تباہی و بربادی کا سامان مہیا کیا ہے اس نے پورے انسانی معاشرے کی بنیادیں ہلا کر رکھ دی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لکل دین خلقاً وخلق الاسلام الحیاء۔

(موطا امام مالک: ج۲ ص ۹۰۵ رقم الحدیث: ۱۶۱۰)

ترجمہ: ہر دین کا ایک اخلاق ہوتا ہے اور اسلام کا اخلاق حیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا لم تستحی فاصنع ما شئت۔ (صحیح البخاری: ج۳ ص ۱۲۸٤ رقم الحدیث: ۳۲۶۹)

ترجمہ: جب تم میں حیا نہ رہے تو جو چاہو کرو۔

سید قطب شہیدؒ لکھتے ہیں:

''آج انسانیت ایک بڑے قحبہ خانے میں زندگی بسر کر رہی ہے۔ آج کی صحافت، فلموں، فیشن ہاؤسوں، حسن کے مقابلوں، رقص گاہوں، شراب خانوں اور ریڈیو کو دیکھو۔ عریاں جسم کے لیے مجنونانہ بھوک، خواہشات کو بھڑکانے والے لباس واطوار، ادب، فن اور ذرائع ابلاغ میں مریضانہ خیالات واشارات کو دیکھو، پھر اس اخلاقی پستی اور سماجی انارکی کو دیکھو جو ہر شخص، ہر خاندان ہر نظام اور ہر انسانی جمعیت کے لیے تباہی و بربادی کا باعث ہے۔ ان سب چیزوں کو دیکھنے کے بعد بہ آسانی یہ فیصلہ کیا جاسکتا ہے کہ اس جاہلیت کے زیر سایہ انسانیت ایک خطرناک

انجام کی طرف بڑھ رہی ہے۔ نوع انسانی اپنی انسانیت کو کھا رہی ہے اور اس کی آدمیت تحلیل ہو کر فنا ہو رہی ہے۔ وہ حیوانیت کو بھڑکانے والی چیزوں کی طرف بری طرح لپک رہی ہے تا کہ ان کی پست دنیا میں شامل ہو جائے۔ نہیں، نہیں! حیوانات ان سے زیادہ لطیف، زیادہ شریف اور زیادہ پاکیزہ ہوتے ہیں۔ وہ ایک منظم 'فطرت' کے تحت زندگی گزراتے ہیں۔ اُن کی یہ 'فطرت' نہ متغیر ہوتی ہے اور نہ اس میں سڑاند پیدا ہوتی ہے جیسی سڑاند انسانی خواہشات میں پیدا ہوتی ہے۔ جب کہ انسان خدائی عقیدے کی رسی اور عقیدے کے نظام سے کٹ کر الگ ہو جائے اور اس جاہلیت کی طرف واپس چلا جائے جس سے اللہ نے اس کو نجات بخشی تھی۔''

(بحوالہ تفسیر فی ظلال القرآن)

شاید ایسے لوگوں کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سیکون الناس من امتی یولدون فی النعم ویغذون به همتهم الوان الطعام والوان الثیاب یتشدقون بالقول اولئك شرار امتی۔ (کتاب الزهد لابن أبی عاصم: ج ۱ ص ۳۹۴)

ترجمہ: میری امت میں کچھ لوگ ہوں گے جو نعمتوں میں پروان چڑھیں گے اور وہ کھاتے پیتے رہیں گے، ان کا مقصد زندگی میں رنگا رنگ کھانے اور طرح طرح کے لباس پہننا ہوگا۔ وہ سنوار سنوار کر باتیں کریں گے۔ وہ میری امت کے شریر ترین لوگ ہوں گے۔

(۲) خبریں/الشبہات: (News)

نیوز چینل کے نام پر جو ابلیسی جال پوری دنیا میں یہودیوں نے بچھایا ہے اس نے اچھے خاصے ذہین اور فہیم انسانوں کو مخبوط الحواس بنا دیا ہے۔ آج صحیح و غلط اور حق و باطل میں فرق کرنے کا معیار یہ نیوز چینل اور ان پر نشر کیے جانے والے Talk Shows بن گئے ہیں۔ جس کو یہ حق کہیں وہ کائنات کا سب سے بڑا حق ٹھہرتا ہے اور جس کو باطل کہیں اس سے بڑھ کر کوئی باطل نہیں ہوتا، جس کو یہ انسانیت (یعنی یہود) کا دشمن قرار دے کر دہشت گرد قرار دیں اس سے بڑا کوئی دہشت گرد نہیں ہوتا، جس کو یہ فساد فی الارض کا موجب قرار دیں وہ سب سے بڑا فسادی ٹھہرتا ہے۔ پھر وہی ہوتا ہے جیسا کہ انبیائے کرام کے ساتھ ہوا جب وہ فساد کو ختم کرنے اور زمین پر ''صلاح'' کو قائم کرنے آتے مگر وقت کے سردار اور ان کے جادوگران کو فسادی قرار دیتے تھے، جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوا تھا کہ فرعون جس نے

﴿انا ربکم الاعلیٰ﴾ (النازعات) ''میں سب سے بڑا رب ہوں''۔ کا دعویٰ کر رکھا تھا وہ اصلاح کرنے والا ٹھہرا اور موسیٰ علیہ السلام معاذ اللہ سب سے بڑے فسادی اور اس بنیاد پر قابل گردن زنی ٹھہرے۔

﴿وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِیْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰی وَلْیَدْعُ رَبَّهٗ اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یُّبَدِّلَ دِیْنَكُمْ اَوْ اَنْ یُّظْهِرَ فِی الْاَرْضِ الْفَسَادَ﴾ (المومن:۲۶)

ترجمہ: اور فرعون نے کہا کہ مجھے چھوڑو کہ میں موسیٰ کو قتل کر ڈالوں اور اسے چاہیے کہ اپنے رب کو مدد کے لیے پکارے۔ مجھے تو ڈر ہے کہ یہ کہیں تمہارے نظام زندگی کو نہ بدل ڈالے یا زمین پر کوئی فساد برپا کر دے۔

اب ذرا درج ذیل احادیث کے ایک ایک لفظ کو غور سے پڑھیے:

عن حذیفه رضی الله عنه قال ان اخوف ما اتخوف علیکم أن تؤثروا ماترون علیٰ ما تعلمون وأن تضلوا وانتم لاتشعرون۔ (ابن ابی شیبه جلد:۷ ص:۵۰۳)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارے بارے میں، میں جس چیز کا خوف سب سے زیادہ محسوس کرتا ہوں وہ یہ کہ تم اپنے علم کے مقابلے میں اس بات کو ترجیح دو گے جس کو تم ''دیکھ'' رہے ہو گے اور تم گمراہ ہو جاؤ گے اور تمہیں پتا بھی نہیں چلے گا۔

ثم یدعو برجل فیما یرون فیامر به فیقتل،ثم یقطع اعضائه کل عضو علی حدة،فیفرق بینها حتی یراه الناس،ثم یجمع بینها ،ثم یضربه بعصاه فاذا هو قائم ،فیقول:انا اللّٰہ احیی و امیت،وذلك سحر یسحر به اعین الناس۔ (الطبرانی کذافی النهایة:ص۱۴۹)

ترجمہ: پھر (وہ دجال) لوگوں کے ''دیکھتے ہی دیکھتے'' ایک شخص کو بلا کر اس کو قتل کرنے کا حکم دے گا، پھر اس کا ایک ایک عضو کاٹ کر علیحدہ کر دے گا یہاں تک کہ لوگ بھی اس کو ''دیکھ'' لیں گے، پھر اس کو جمع کر کے اس پر اپنی لاٹھی مارے گا تو وہ اچانک کھڑا ہو جائے گا پھر دجال کہے گا کہ میں ہی خدا ہوں، موت و زندگی دیتا ہوں، یہ ایک ''جادو'' ہوگا جو لوگوں کی ''آنکھوں'' پر چھا جائے گا۔

نجات کے قرینے

احادیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ دجال اکبر کے ظہور کے وقت جس فتنے کا ظہور ہونا ہے اس سے ماقبل بھی اس کے مشابہ فتنے ظاہر ہوں گے، تو جو ان کے تھپیڑوں سے بچ گیا ان شاء اللہ وہ اس بڑے فتنے کے ظہور کے وقت بھی اللہ کی رحمت سے محفوظ و مامون رہے گا۔ اس کے برخلاف جو ان فتنوں کی موجوں میں بہہ گیا تو وہ اس بڑے فتنے کے ظہور کے وقت دوڑتے ہوئے اس کی طرف چلا جائے گا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ان خطوط کو قرآن کریم وسنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے واضح ہونا چاہیے جو دجال اکبر کے ظہور اور اس سے ماقبل کے فتنوں سے بچنے کا ذریعہ بنیں۔ اس حوالے سے چند اہم امور درج ذیل ہیں جو ان شاء اللہ اس میں معاون ثابت ہوں گے:

(۱) فتنوں کے بارے میں علم حاصل کرنا

قال حذيفه رضى الله عنه كان الناس يسئلون رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الخير وكنت اسأله عن الشر مخافة أن يدركني۔ (صحيح بخارى ومسلم)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے بارے میں سوال کیا کرتے اور میں شر کے بارے میں سوال پوچھتا، اس خوف سے کہ کہیں یہ شر مجھے نہ آ پکڑے۔

بادروا بالاعمال فتنا كقطع الليل المظلم ،يصبح الرجل مومنا ويمسى كافرا ويمسى مومنا ويصبح كافرا يبيع دينه بعرض من الدنيا ۔

(صحيح مسلم: ج ۱ ص ۱۱۰ ۔ صحيح ابن حبان: ج ۱۰ ص ۹۶)

ترجمہ: نیک اعمال میں سبقت کرو کیونکہ ایسے فتنے ہوں گے جیسے تاریک رات کے ٹکڑے کہ آدمی صبح کو مومن ہوگا اور شام کو کافر، شام کو مومن ہوگا اور صبح کو کافر۔ آدمی اپنے دین کو دنیا کے تھوڑے سے نفع کی خاطر بیچ دے گا۔

جو اپنے ایمان کی سلامتی چاہتا ہے اس کو چاہیے کہ وہ ان فتنوں کے بارے میں آگاہی حاصل کرے کہیں ایسا نہ ہو کہ ان فتنوں میں آدمی اپنا ایمان بھی گنوا دے اور اس کو خبر بھی نہ ہو۔ فتنوں سے آگاہی

کا سب سے بڑا ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ فرمودات ہیں جن کو کھول کر بیان کرنے اور حرزِ جاں بنانے کی آج ہر مسلمان کو ضرورت ہے کیونکہ مساجد کے منبر و محراب تو ان فتنوں کے بارے میں خاموش ہیں، خاص کر دجال اکبر کے فتنے کے بارے میں (سوائے اس کے جس کو اللہ توفیق دے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لایخرج الدجال حتی یذهل الناس عن ذکره وحتی تترك الائمة ذکره علی المنابر۔
(مسند احمد: ج٤ ص ٧١)

ترجمہ: دجال کا خروج نہ ہوگا یہاں تک کہ لوگ اس کا ذکر بھول جائیں گے (یعنی اس سے بے خوف ہوجائیں گے) اور ائمہ منبروں پر اس کا تذکرہ چھوڑ دیں گے۔

(۲) دین اللہ کی معرفت حاصل کرنا

قال سمعت رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم یقول ثم ان الناس دخلوا فی دین الله افواجا وسیخرجون منه افواجا۔ (مسند احمد: ج٣ ص٣٤٣، رقم الحدیث: ١٤٧٣٧)

ترجمہ: (حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ فوج در فوج دین اللہ میں داخل ہوئے تھے اور عن قریب فوج در فوج اس سے نکل جائیں گے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ دین اللہ کی صحیح معرفت حاصل کی جائے یعنی ہر مسلمان ان امور کو جانے جن پر اس کے اسلام کا دارومدار ہے، کیونکہ آخر زمانے میں لوگوں کی اکثریت ان تقاضوں کو نہ جاننے کی وجہ سے فوج در فوج دین سے نکل جائے گی اور ان کو پتہ بھی نہیں چلے گا۔

عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال سیصیب امتی فی آخر الزمان بلاء شدید من سلطانهم لاینجو منه الارجل عرف دین الله۔
(جامع العلوم الحکم: ج١ ص٣٢٠، اسناده فیه کلام)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کو آخری زمانے میں حکمرانوں کی طرف سے سخت مصیبت کا سامنا ہوگا' اس میں صرف وہ شخص نجات پا سکے گا جس نے اللہ کے دین کو ٹھیک پہچانا۔

(۳) کسبِ حلال کے ساتھ طیب اشیا، غذا اور طیب علاج کو فروغ دینا

ابلیس اور یہود نے دوسرے عظیم چیلنج یعنی "امت محمدیہ کی حیات کا خاتمہ" کے لیے جو محاذ کھول

رکھا ہے اس کے لیے دوسری کوششوں کے علاوہ ایسی کیمیائی، حیاتیاتی اور جراثیمی غذاؤں اور دواؤں کا بے مہابا استعمال ۔۔۔ محمدیہ کے اندر پھیلا دینا جس سے دو مقاصد حاصل کیے جاسکیں:

(۱) مسلمانوں کے اجساد کو برباد کر دینا

(۲) مسلمانوں کے ایمان / ارواح کو برباد کر دینا

چنانچہ ان دونوں مقاصد کے حصول کے لیے تین طرح کی اشیا یا غذاؤں اور دواؤں کو امت محمدیہ کے اندر پھیلا دیا گیا ہے یا ایسے حالات پیدا کر دیے گئے ہیں کہ یہ ضرویات زندگی میں شامل ہوگئی ہیں:

- ایسی اشیا یا غذاؤں اور دواؤں کا امت محمدیہ کے اندر عام کر دینا جو ان کے ''اجساد'' کو برباد کردے۔
- ایسی اشیا یا غذاؤں اور دواؤں کا امت محمدیہ کے اندر عام کر دینا جو ان کی ''ارواح'' کو برباد کردے۔
- ایسی اشیا یا غذاؤں اور دواؤں کا امت محمدیہ کے اندر عام کر دینا جو ان کے ''اجساد اور ارواح'' دونوں کو برباد کردے۔

چنانچہ ایک بندۂ مومن کو کسب حلال کے ساتھ ایسی اشیا یا غذاؤں اور دواؤں سے بچنا چاہیے چنانچہ ان کی کچھ نشان دہی اور ان سے بچنے کے سلسلے میں کچھ نکات درج ذیل ہیں:

- جینٹک طریقے سے تبدیل شدہ (Genetically Modified) اناج، مچھلیوں، مویشیوں، پھلوں، سبزیوں وغیرہ سے کلی اجتناب کریں، نہ اس کام میں شامل ہوں اور نہ اس طرح پیدا کردہ اشیا کا بالواسطہ یا بلاواسطہ استعمال کریں۔
- مصنوعی مویشی پروری (Artificail Animal Husbandry)، مصنوعی ماہی پروری (Artifical Fishrey) اور خاص کر مصنوعی مرغ پروری (Artificial Poultry Farming) سے کلی اجتناب کریں۔اسی طرح مصنوعی مرغ پروری سے پیدا شدہ انڈوں، چوزوں، برائکرز، مرغوں اور مرغیوں کو کھانے سے پرہیز کریں۔
- مصنوعی کیمیاوی کھاد سے سبزیوں کو اگانے اور ایسی سبزیوں کے کھانے سے سخت پرہیز کریں۔اسی طرح ہائی ٹیک کاشتکاری (Hi-Tech Cultivation) سے کلی اجتناب کریں۔

- بازار میں اشیا فروخت کرنے والوں مثلاً اناج، پھل، سبزی، گوشت، انڈا بیچنے والوں کو راضی کریں اور انہیں تاکید کریں کہ آپ ان سے پرہیز کرتے ہیں تاکہ کچھ عرصے بعد ہی سہی وہ تاجرانہ طور پر آپ کی طلب کا لحاظ کرنے لگیں۔
- ہوا، پانی اور مٹی کی ہائی ٹیک کمرشیلائزیشن (Hi-Tech Commercialization) روئے زمین پر فسادِ عظیم ہے۔ چنانچہ اس کو روکنے کی حسب استطاعت کوشش کرنی چاہیے یا کم از کم اس سے اجتناب کرنا چاہیے اور بالواسطہ یا بلاواسطہ اس میں شریک کار نہیں ہونا چاہیے۔
- بوتلوں میں بند پینے کا پانی، اور ڈبوں میں بند سانس لینے کی ہوا اور اس کی تجارت فتنۂ دجال اکبر کی عظیم نشانیوں میں سے ایک ہے کہ اب اس کی آمد آمد ہے۔
- مقامی طور پر پیدا اشیا مثلاً سبزیوں، اناجوں، حتیٰ کہ جنگلی غذاؤں کو ترجیح دیں۔ بڑی تجارتی کاشتکاری (Large Commercial Cultivation) اور ہائی ٹیک کاشتکاری سے حاصل اشیا سے کلی اجتناب کرنے کی کوشش کریں۔
- جو لوگ ہائی ٹیک بیج (High-Tech Seed) اور Hybrid قسموں کی چیزوں کا استعمال کر رہے ہیں ایسے لوگ اور ان اشیا کا استعمال کرنے والے نہ صرف صریح ہلاکت کی طرف جا رہے ہیں بلکہ ان کا نصیبہ دجال اکبر کی جنت میں داخل ہو کر رہنا ہے۔
- دودھ، شہد، پھل، جنگلی پھل، روٹی، ستو، ابلے اناج، پالتو جانوروں کا بھنا یا ابلا ہوا گوشت ابلی ہوئی سبزیاں، دیسی مرغا یا مرغی اور ان کے انڈے حتیٰ کہ پتیوں، ڈنٹھلوں اور گھاس کی روٹی کے زیادہ سے زیادہ استعمال کی عادت ڈالیں۔
- ڈبہ بند تمام نیم تیار غذا (Semi-Prepared Food) سے کلی اجتناب کریں۔
- تمام زود غذاؤں (Fast Food) سے کلی اجتناب کریں۔
- زیادہ بہتر ہوتا کہ لوگ نسبتاً محفوظ ایسے عام غذائی اجناس سے بھی کلی اجتناب کرتے مثلاً پسے ہوئے مسالوں سے خاص کر بازار کے پسے ہوئے۔
- ہر طرح کے مشروبات (Cold Drinks) سے کلی، فوری اور سختی سے اجتناب کریں۔ اس کے بجائے قدیمی اور روایتی شربت اور دیگر گھریلو مشروبات کو رواج دیں۔

- ایسی دواؤں، انجکشن اور ڈراپ پلائے جانے سے کلی اجتناب کریں جن کے لیے ''باقاعدہ مہم'' (Sweeping Drive) چلائی جاتی ہوں۔ اب تک جو خرابیاں پیدا کردی گئی ہیں ان کی موجودگی میں ایسا اجتناب کرنے سے ابتداً کچھ نقصانات تو شاید ہوں گے لیکن بالآخر بڑے نقصان سے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے گا۔
- ایسنس (Essence) کے ہر طرح کے استعمال اور ذائقہ کے لیے تمام اشیا (Flavour) سے کلی اجتناب کریں۔
- گھریا مقامی طور پر اور معتمد علیہ نانبائیوں کے ذریعہ تیار کردہ بسکٹوں کے علاوہ ہر طرح کے پیک بسکٹ، چاکلیٹ اور کنفکشنری سے کلی اجتناب کریں۔
- ڈبہ بند دودھ، جمائے ہوئے دودھ (Condenced Milk)، سفوف دودھ (Milk Powder) سے کلی اجتناب کریں۔
- دودھ، دہی، گھی، پنیر وغیرہ کی ضرورت گھروں یا پڑوس یا محلے میں ہی پوری کرلی جائیں تو بہتر ہے۔
- ڈبہ بند شہد سے کلی اجتناب کریں الایہ کہ اطمینان ہو۔
- پھولوں یا مشک سے بنایا گیا ''پاک'' عطر لگائیں ورنہ ہر قسم کے مصنوعی اور کیمیاوی خوشبو سے کلی اجتناب کریں۔ مشرق وسطیٰ سے درآمد کردہ مشکوک مغربی خوشبوؤں سے کلی اجتناب کریں۔ عطر نہ لگانا ''نجس'' ہونے یا ''ہلاک'' ہونے سے بہتر ہے۔
- زیبائش کی تمام عصری اشیا (Cosmetics Items) سے کلی اجتناب کریں اور اس کی جگہ زیبائش کی روایتی اور دیسی طریقوں کو رواج دیں۔
- لکڑی، چمڑے اور سوتی یا ریشمی کپڑوں سے بنے گھریلو کھلونوں کے علاوہ تمام عصری کھلونوں سے مسلمان بچوں کو کلی اور فوری طور پر بچایا جائے۔ کیمیائی مادوں سے تیار کردہ یہ کھلونے دراصل کیمیاوی، حیاتیاتی اور جراثیمی ہتھیار ہیں جن سے آیندہ کی پوری مسلم نسل کو شدید خطرات پیدا ہو گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اب بچوں میں وہ امراض دیکھنے میں آرہے ہیں جو ڈاکٹروں کی سمجھ سے بھی بالاتر ہو جاتے ہیں۔

- جو لوگ غذا یا غذائی اجناس کی حفاظت کے لیے فریج (Fridge) اور ڈیپ فریزر (Deep Freezer) کا استعمال کرتے ہیں وہ جلد از جلد اس سے چھٹکارا پالیں۔ غذا کی حفاظت کے لیے متبادل، قدیمی اور قدرتی طریقوں کو جانیں اور ان کا استعمال کریں۔
- معالجوں کے طریقوں سے مثلاً ایکس رے (X-Ray)، سی ٹی اسکین (CT Scan)، پیٹ (PET)، ایم آر آئی (MRI) سے حتی الامکان اجتناب کریں اور صرف انتہائی ضرورت پر ان کا استعمال کریں۔ مسلمان طبیبوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی دینی ذمہ داری سمجھتے ہوئے ایسے طریقے وضع کریں یا ماضی میں پائی جانے والی صلاحیتوں مثلاً نباضی کو بڑھائیں تا کہ ان کی مدد سے ان مضر طریقوں سے بچا جا سکے۔

درج بالا امور سے کلی، فوری اور سختی سے اجتناب کرنے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ عصرِ حاضر میں یہ تمام راستے دراصل جنگ کے راستے ہیں اور یہ اشیا نہیں بلکہ ابلیس اور یہود کے جراثیمی، حیاتیاتی اور کیمیاوی اسلحے ہیں۔ اب کسی قوم کے خاتمہ کے لیے ضروری نہیں کہ صرف ٹینکوں سے حملے اور ہوائی جہازوں سے بمباری کی جائے بلکہ دوا، ٹیکہ، غذا، پھل، سبزی، اناج، بیج، چاکلیٹ، دودھ اور مشروبات بھیجے، پھیلائے اور رائج کیے جائیں گے اور دیکھتے ہی دیکھتے قوم تباہ و برباد ہو جائے گی۔

چنانچہ درج بالا غیر فطری اشیا یا غذا اور دواؤں سے حتی الامکان بچنے کی کوشش کرنا اور ان سے بچنے کی اپنے اندر صلاحیت پیدا کرنے اور زیادہ سے زیادہ ''فطری'' طور پر بنائی گئی اشیا یا غذاؤں اور دواؤں کے استعمال کے فروغ کی ضرورت ہے ورنہ بصورت دیگر اُس ''طغی'' کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہے جو امت محمدیہ کو ''دجال اکبر'' کے فتنے میں با آسانی کھینچ کر لے جائے گا۔

(۴) آنے والے حالات کے لیے خود کو ذہنی اور جسمانی طور پر تیار کرنا

آنے والے دنوں میں جس قدر بھیانک اور شدید جنگوں سے امت محمدیہ کو واسطہ پڑنے والا ہے اور جن کو احادیث مبارکہ میں "الملحمة العظمیٰ" اور "الملحمة الکبریٰ" کہا گیا ہے۔ اس مرحلے میں نہ صرف ناقابل بیان حد تک آزمائش کے دور آنے والے ہیں بلکہ اس میں ناقابل بیان حد تک غیر طبعی و غیر عادی ہلاکتیں بڑھ جانے والی ہے۔ اس آزمائش سے کامیاب نکلنے اور امت کو عام ہلاکت سے بچانے کے لیے امت محمدیہ کو درج ذیل امور کا اہتمام کرنا چاہیے:

- مسلم جسد کو زیادہ سے زیادہ شدائد اور تکالیف برداشت کرنے کا عادی ابھی سے بنائیں

تاکہ جب زمینی حقائق فی الواقع شدید ہوجائیں جوکہ عن قریب ہوجانے والے ہیں تو مسلمانوں کی جسمانی اور ذہنی مدافعت کی قوت بہت متاثر نہ ہو۔روکھا سوکھا کھانا ابھی سے کھائیں۔کنویں ،ندی اور تالاب کا Unfiltered قدرتی پانی (گندا اور غلیظ پانی نہیں) پینے کی عادت ڈالیں۔جدید سہولتوں کے بغیر جینے کی عادت ڈالیں تاکہ جسم وذہن عادی ہوجائیں۔

- ادویہ بصورت غذا یعنی غذائی ادویہ کی معلومات اور تجربہ کو تازہ کریں اور ان کو زیر استعمال لائیں۔خواتین اور بچوں کو ان کی معلومات فراہم کریں اور ان کو ان کا عادی بنائیں کہ خود ان تدابیر کو اختیار کریں۔
- امت عن قریب اس ہلاکت (Casualties) کا اندازہ نہیں کرسکتی جو بڑے شہروں (Mega Cities & Metros) میں رہنے کی وجہ سے ان پر وارد ہونے والی ہے۔لہٰذا اپنے آپ کو لگژریز (Luxries) کا عادی بنانے کے بجائے اپنے آپ کو ان چیزوں کا عادی بنائے کہ کل کو اگر ایمان بچانے کے لیے جنگلوں اور پہاڑوں کی طرف ہجرت کرنی پڑ جائے تو کہیں یہ تن آسانیاں پاؤں کی بیڑیاں نہ بن جائیں۔

عن عائشة رضی الله عنها ان رسول اللّٰہ صلی الله علیه وسلم ذکر جهدابین یدی الدجال فقالوا ای المال خیر یومئذ؟ قال غلام شدید یسقی اهله واما الطعام فلیس قالوافماطعام المؤمنین یومئذ؟ قال التسبیح والتکبیروالتحمید والتهلیل۔

(مسند احمد:ج٦ ص٧٥ کذا فی النهایةص١٠٩)

ترجمہ:حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل از دجال پیش آنے والے شدائد کا ذکر فرمایا تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے پوچھا اس دن کون سا مال بہترین ہوگا؟ فرمایا وہ طاقتور غلام جو اپنے گھر والوں کو پانی لاکر پلاسکے۔باقی کھانا،تو وہ ہوگا نہیں۔ صحابہ کرام نے پوچھا کہ پھر مومنین کی غذا کیا ہوگی؟ فرمایا سبحان الله ،الله اکبر،الحمدالله اور لااله الا الله۔

(۵) مسلمان عورتوں کے لیے لمحہ فکریہ

مسلم خواتین کو بھی چاہیے کہ وہ عیش کوشی اور آرام طلبی کی زندگی سے چھٹکارا پانے کی کوشش کریں کیونکہ آیندہ آنے والے دور میں نہ جانے کن کن حالات سے سابقہ پڑ جائے چنانچہ اپنے آپ کو

ابھی سے مقدور حد تک تیار کریں۔گھر کے کام کاج زیادہ سے زیادہ خود کرنے کی کوشش کریں۔نوکروں اور خادماؤں پر انحصار کرنے سے بچیں۔ایسی نزاکت پسندی سے اپنے آپ کو بچائیں جو انسان کو کاہل اور سست بنا دیتی ہے بلکہ وہ جذبہ اور ہمت اپنے اندر پیدا کریں جو صحابیات کے اندر تھا،اس کے لیے ان کی سیرت کو اچھی طرح جاننے کی کوشش کریں۔اس کے ساتھ قابل غور بات یہ ہے کہ ایک مسلمان عورت کے لیے دین و دنیا کی ساری ذمہ داری کا میدان صرف اس کا گھر ہے۔وہ گھر کے اندر ایسے فرد کی تیاری میں بنیادی کردار ادا کریں جو گھر سے باہر کی زندگی میں دین وحمیت کی خاطر اللہ کی راہ میں اپنا مال و جان قربان کرنے والا ہو۔چنانچہ آج مسلمان عورت ہر اس فکر اور تحریک سے دور رہے جو دین کے نام پر ہی سہی، کھینچ کھینچ کر ان کو گھروں سے باہر نکلنے پر آمادہ کر رہی ہو۔آج مسلمان معاشرے میں ان عورتوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے جو دین کے نام پر شعوری یا غیر شعوری طور پر مسلمان عورت کو گھروں سے باہر نکالنے کی خدمت انجام دے رہی ہیں۔چنانچہ ایسی عورتوں کے فتنۂ دجال اکبر میں مبتلا ہونے کا قوی اندیشہ ہے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

واکثر تبعه اليهود والنساء۔ (مسند احمد: ج٤ ص٢١٦، كذافی النهاية ص ١١٤)

ترجمہ:اس دجال کی پیروی کرنے والوں میں اکثر یہودی اور عورتیں ہوں گی۔

فيكون اكثر من يخرج اليه النساء حتى ان الرجل ليرجع الى حميمه،والى امه،وابنته،واخته،وعمته،فيوثقها رباطامخافةان تخرج اليه۔

(مسند احمد: ج٢ ص٦٧، كذا فى النهاية ص ١٠٢)

ترجمہ:اس (دجال) کے پاس عورتیں سب سے زیادہ جانے والی ہوں گی یہاں تک کہ ایک آدمی اپنی بیوی،ماں،بیٹی،بہن اور پھوپھی کے پاس آ کر ان کو رسی سے باندھے گا اس ڈر سے کہ کہیں وہ دجال کے پاس نہ چلی جائیں۔

غور فرمائیں ٹی وی کے سوا خواتین کا ذریعہ اطلاعات کیا ہے اور ان کی گمراہی کا واحد ممکنہ ذریعہ اور کیا ہوسکتا ہے۔وہ ٹی وی کے ذریعے ایسے ہائی فریکوئنسی پیغام نشر کرتے ہیں جو انسانی کان سن نہیں پاتے مگر انسان کے لاشعور میں سما جاتے ہیں۔اس طرح الیکٹرانک میڈیا ہماری بہنوں اور بیٹیوں کو گمراہ کر رہا ہے۔

(۶) مساجد کا اصل حالت میں احیاء کرنا

ابلیس کی یہ ہمیشہ خواہش رہی ہے کہ وہ عبادات یا وہ مقامات یا وہ نشانیاں جو کہ ''شعائر اللہ'' کا درجہ رکھتی ہیں ان کو یا تو بالکل ختم کر دیا جائے یا کم از کم ان کے اندر سے وہ روح ختم کر دی جائے جو مسلمانوں کے اندر ایک تقویتِ ایمان کا سبب بنتی ہے اور ابلیس کے عظیم مقاصد کی تکمیل میں وہ ہمیشہ آڑے آجاتی ہے، تو ضرورت اس بات کی ہے کہ ان شعائر اللہ کو ان کی اصلی حالت میں بحال کرنے کی کوشش کی جائے:

عن انس بن مالکؓ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعة حتیٰ یتباھی الناس فی المساجد۔

(صحیح ابن خزیمہ ج:۲،ص:۲۸۲۔صحیح ابن حبان ج:۴،ص۴۹۳،سنن ابی داؤد: ج۱ ص۱۲۳ رقم ۴۴۹)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ لوگ مسجدوں (کے خوبصورت بنانے میں) ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش نہ کرنے لگیں۔

عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال اذا زخرفتم مساجدکم و حلیتم مصاحفکم فالدمار علیکم۔

(راوہ الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول عن ابی الدرداء و وقفہ ابن المبارک فی الزھد و ابن ابی الدنیا فی المصاحف عن ابی الدرداء)

ترجمہ: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب تم اپنی مساجد کو سجانے لگو گے اور اپنے قرآن (زیور وغیرہ) سے آراستہ کرنے لگو گے تو تمہارے اوپر ہلاکت مسلط ہو جائے گی۔

چنانچہ اس وقت ضروری ہے کہ مساجد کو اپنی اصل روح کے مطابق بحال کیا جائے۔شاید لوگ یہ دلیل دیں کہ ہمارے گھر تو اتنے اونچے، شاندار اور زینت سے آراستہ ہوں اور مساجد بالکل سادہ، نیچی اور تزئین و آرائش سے محروم ہوں یہ کیسے ممکن ہے؟ پہلی بات یہ کہ مساجد جتنی سادہ اور غیر مزین ہوں گی ان میں خشوع وخضوع زیادہ ہوگا، اس بات کا تجربہ ان سادہ اور قدیم مساجد میں کیا جا سکتا ہے جو آج صرف شاذ و نادر رہ گئی ہیں۔دوسری بات یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کا اونچے اونچے گھر بنانا پسند نہیں کیا تھا:

یوجر الرجل فی نفقتہ کلھا الا التراب او قال فی البناء۔

(سنن الترمذی و اسنادہ حسن صحیح۔سنن ابن ماجۃ)

ترجمہ: آدمی کے ہر خرچ کا اسے اجر دیا جاتا ہے سوائے مٹی کے، یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے عمارت کے۔

عن انس مررت مع النبی صلی الله علیه و سلم فی طریق من طرق المدینة فرای قبة من لبن فقال لمن هذه فقلت لفلان فقال أما ان کل بناء هد علی صاحبه یوم القیامة الاما کان فی مسجد او قال فی بنا ء مسجد ......ثم مر فلم یلقها فقال مافعلت القبة قلت بلغ صاحبها ما قلت فهدمها قال فقال رحمه الله۔ (مسند احمد،رقم الحدیث ۱۲۸۲۳)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینے کے راستوں میں سے ایک راستے سے گزرا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (عمارت کے اوپر) اینٹوں کا بنا ہوا قبہ دیکھا تو فرمایا کہ یہ کس کا ہے؟ میں نے کہا کہ فلاں کا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن ہر عمارت اپنے مالک کے لیے وبال ہوگی سوائے مسجد کے یا فرمایا مسجد بنانے کے (اور انہوں نے عمارت پر قبہ بنایا ہوا ہے)...... پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ قبہ نہ پایا تو فرمایا کہ قبے کا کیا بنا؟ میں نے کہا کہ اس کے مالک کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پہنچی تو اس نے اسے گرا دیا۔ صحابی بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اس پر رحم کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر تعمیر کی جانے والی عمارت اپنے مالک کے لیے وبال بنے گی، چہ جائیکہ اس پر قبے بنائے جائیں۔ ایک عمارت کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مستثنیٰ قرار دیا جو کہ بنانے والوں کے لیے حسرت اور وبال کا باعث نہ بنے گی وہ مسجد ہے لیکن ان کی تعمیر اور تزئین وآرائش ایسی نہ ہو جیسی عیسائی اپنے گرجاؤں اور کلیساؤں کی آرائش بڑے بڑے نقش و نگار، منبروں اور میناروں سے کرتے ہیں۔

مساجد کو صاف ستھرا رکھنا اور اس میں خوشبو کا اہتمام کرنا الگ بات ہے جیسا کہ:

عن عائشة رضی الله عنها امر رسول الله صلی الله علیه و سلم ببناء المساجد فی الدور وان تنظف وتطیب۔ (سنن الترمذی: ج۲ ص ۴۸۹ رقم الحدیث: ۵۹۴)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محلوں میں مساجد بنانے، انہیں پاک وصاف رکھنے اور خوشبودار رکھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیر کردہ مسجد کا احوال یہ تھا کہ سو ہاتھ لمبی مسجد کے تین دروازے

تھے، دیواریں کچی اینٹوں کی تھیں، ستونوں کی جگہ کھجور کے تنے تھے، چھت پر کھجور کی شاخیں اور پتے ڈالے گئے تھے، فرش پر باریک کنکریاں بچھی تھیں، چھت ایسی تھی کہ جو بارش کے پانی کو بھی پوری طرح روکنے سے قاصر تھی۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

فرأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يسجد في الماء والطين قال حتى رأيت اثر الطين في جبهته۔ (صحيح مسلم: ج ٢ ص ٨٢٦ رقم الحديث: ١١٦٧)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پانی اور مٹی میں سجدہ کرتے دیکھا' یہاں تک کہ میں نے کیچڑ کا نشان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر دیکھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیر کردہ مسجد دورِ صدیق اکبر میں جوں کی توں رہی، دورِ عمر فاروق میں اس کے رقبے میں صرف توسیع ہوئی مال کی فروانی ہونے کے باوجود باقی طرز تعمیر بالکل دور نبوی جیسا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو فتنوں کے آگے بند یا دروازہ تھے، مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیر و توسیع کے وقت فرمایا:

أكن الناس من المطر واياك أن تحمر أو تصفر فتفتن الناس۔

(صحيح البخاري: ج ١ ص ١٧١)

ترجمہ: بس لوگوں کو بارش سے محفوظ کر دو اور اس بات سے بچو کہ اسے سرخ یا زرد کر کے لوگوں کو فتنے میں ڈال دو۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس کے رقبے میں اضافہ کے ساتھ ساتھ اس کے ستون اور دیواریں قیمتی پتھر سے تعمیر کیں اور چھت پکی اینٹوں سے بنوائی مگر اکثر صحابہ کرام نے اس اندازِ تعمیر کو ناپسند کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس عمل سے انکار کیا۔

ثم كان عثمان والمال في زمانه اكثر فحسبه بما لا يقتضي الزخرفة ومع ذلك فقد انكر بعض الصحابة عليه۔ (فتح الباري)

ترجمہ: پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دور آیا، ان کے زمانے میں مال زیادہ ہو گیا' ان کے لیے اتنا ہی کافی تھا جو اگرچہ نمود و نمائش کو نہ پہنچتا تھا لیکن اس کے باوجود بعض صحابہ کرام نے ان (کے اس کام) کا انکار کیا۔

یہ تو تھا دورِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا حال اور پھر یہ کہ قربِ قیامت میں جب لوگوں میں گناہوں کی کثرت ہو جائے گی تو ان کی مساجد انتہائی مزین ہو جائیں گی اور ایسا خروج دجال اکبر کے

ما قبل ہوگا۔

عن ابن عباس رضی الله عنه قال ما کثرت ذنوب قوم الا زخرفت مساجد ها وما زخرفت مساجدها الاعند خروج دجال۔ (السنن الواردة الفتن ج:٤،ص:٨١٩،واسناده فيه كلام)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی قوم کے گناہ زیادہ ہوجاتے ہیں تو ان کی مساجد بہت زیادہ خوبصورت بنائی جاتی ہیں اور خوبصورت مساجد دجال کے خروج کے وقت ہی بنائی جائیں گی۔

(۷) جہاد فی سبیل اللہ کو زندہ کرنا

عن عمران بن حصين رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم لا تزال طائفة من امتي يقاتلون على الحق ظاهرين على من ناواهم حتى يقاتل آخرهم المسيح الدجال۔

(ابو داؤد: ٢٤٨٤۔مسند احمد: ج٤ ص٤٣٧)

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا اور (بے دینوں) سے قتال کرتا رہے گا اور اپنے سے کنارہ کشی کرنے (یعنی اپنے مخالفین اور مدد سے ہاتھ کھینچنے) والوں پر غالب رہے گا تا آنکہ ان کا آخری گروہ مسیح دجال سے قتال کرے گا۔

درج بالا حدیث سے چار امور بالکل واضح ہیں:

(۱) یہ بات تو قطعی طور پر ثابت ہے کہ جہاد اپنے اصطلاحی معنوں کے ساتھ اسلام کا وہ ابدی اور دائمی رکن ہے جو تا قیام قیامت بلا کسی تعطل کے جاری وساری رہے گا۔

بنی الاسلام علی ثلاثة......والجهاد ماض الیٰ یوم القيمة مذبعث الله محمدا صلی الله عليه وسلم الیٰ آخر عصابة من المسلمين لا ينقض ذلك جور جائر ولاعدل عادل۔

(المعجم الأوسط للطبرانی رقم ٤٧٧٥/٩٦،سنن ابی داؤد رقم ٢٥٣٢،سنن البیهقی ١٥٦/٩،رقم ١٧٥٧٤)

ترجمہ: اسلام کی بنیاد تین چیزوں پر رکھی گئی ہے.....(ان میں سے ایک یہ ہے کہ) جہاد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قیامت تک اس کے آخری گروہ تک جاری رہے گا، اس کو کسی ظالم کا ظلم اور کسی عادل کا عدل ختم نہیں کرسکتا۔

جہاد فی سبیل اللہ وہ عبادت اور اسلام کا اہم ترین رکن ہے جو کہ اللہ کی نازل کردہ شریعت کے نفاذ کے لیے کیا جاتا ہے یا اس کے نفاذ کی صورت میں اس کے اور دوسرے علاقوں تک Extand کرنے

کے لیے کیا جاتا ہے۔

(۲) جو گروہ بھی اس جہاد کے ابدی حکم سے کسی بھی حیلے بہانے سے کنارہ کشی اختیار کرے گا چاہے اس کی فرضیت سے انکار کی صورت میں ہو یا کسی بھی زمانے میں اس کے ناممکن (Infesable) ہونے کا قایل ہو یا پھر عملی طور پر اس سے غافل ہو یا پھر اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے جہاد کرنے کے لیے اپنا مال و جان قربان کرنے والوں سے بغض ہو یا ان کے مخالفین کا ساتھ دینے کی صورت میں ہو، اس کے مقدر میں آخر کار سوائے ذلت و رسوائی کے کچھ نہیں آئے گا۔

ما ترك قوم الجهاد الا عمهم الله با لعذاب۔ (رواہ الطبرانی باسناد صحیح)

ترجمہ: کبھی کسی قوم نے جہاد نہیں چھوڑا، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے (بطور سزا) اُن پر عام عذاب مسلط کر دیا۔

بعثت بین یدی الساعة بالسیف، حتیٰ یعبدالله وحدهٗ لا شریك له، وجعل رزقی فی تحت ظل رمحی، وجعل الذّل والصغار علیٰ من خالف امری، ومن تشبه بقوم فهو منهم۔

(مسند احمد۔مسند المکثرین۔طبرانی)

ترجمہ: مجھے قیامت تک کے لیے تلوار کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے، یہاں تک کہ اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کی جانے لگے اور میرا رزق میرے نیزے کے سائے تلے رکھ دیا گیا ہے۔ اور جس نے میرے (اس) امر کی مخالفت کی، اُس کے لیے ذلت اور پستی رکھ دی گئی اور جس نے (میرے اس طریقے کو چھوڑ کر) کسی قوم کی مشابہت اختیار کی تو اُنہی میں شمار ہوگا۔

(۳) سوم یہ کہ ابلیس اور یہود کی ہمیشہ یہ خواہش رہی ہے کہ ایسا کوئی بھی گروہ بلادِ اسلامیہ میں پیدا نہ ہو جو خالص اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے 'جہاد فی سبیل اللہ' کا راستہ اپنا سکے کیونکہ دجال اکبر اور یہودیوں کی منصوبہ بندی کو ناکام بنانے والی واحد چیز یہ 'جہاد فی سبیل اللہ' ہی ہے۔ چنانچہ ان کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمانوں میں ایسے گروہ یا جماعتوں کو فروغ ملے جو کہ مغربی اصطلاح میں 'تعمیری' (Constructive) ہو نہ کہ 'تخریبی' (Destructive) ہو۔ امت محمدیہ میں ایسے گروہ پیدا کیے جائیں یا ایسے گروہ تلاش کیے جائیں جو یہ خدمت شعوری یا غیر شعوری طور پر انجام دے سکیں، اس صورت میں کہ امت محمدیہ صرف فکری و علمی بحث و مباحثہ کرنے لگے۔ محض غیر ضروری تعلیمی ترقی کے لیے کوشاں ہو جائے۔ اسلام کو بس مغربی تہذیب سے زیادہ سود مند اور کارآمد ثابت کرنے کی کوشش کرے۔ 'تحقیق اور ریسرچ' کے نام پر علمی اداروں، تحقیقی اداروں اور فنی اداروں کے قیام کی طرف متوجہ ہو جائے

اور کوئی عملی کام نہ ہو۔ یہ سارے امور یہودیت کی اصطلاح میں 'تعمیری' (Constructive) ہیں۔ ان سے بلاواسطہ یا بالواسطہ یہودیت کو استحکام نصیب ہوتا ہے اور بالفرض ان کے 'دوعظیم مقاصد' کے حصول میں اگر ان سے کچھ خطرات بھی ابھریں تو ان کو کنٹرول کرنے پر وہ پوری طرح قادر ہیں۔ یہودیت کے نزدیک 'تخریبی' (Destructive) عمل سے مراد 'جہاد فی سبیل اللہ' ہے۔ جہاد وہ عمل ہے جس سے ابلیس اور یہودی بدحواس ہو جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تعمیری امور کو کنٹرول کرنے کے لیے ان کے پاس میکانزم موجود ہے مگر جہاد کو کنٹرول کرنے کے لیے ان کے پاس کوئی میکانزم موجود نہیں اور وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ جہاد ہی ہے جو کہ ان کے خاتمہ کا سبب بنے گا۔

انا عبداللّٰہ ورسولہ وروحہ وکلمتہ عیسیٰ ابن مریم،اختاروا احدی ثلاث ،بین ان یبعث اللّٰہ علی الدجال وجنودہ عذابا من السماء أو یخسف بھم الارض أویسلط علیھم سلاحکم،ویکف سلاحھم عنکم،فیقولون :ھذہ یارسول اللہ!اشفی لصدورنا و لانفسنا، فیومئذ تری الیھودی العظیم الطویل الاکول الشروب لاتقل یدہ سیفہ من الرعدۃ،فینزلون الیھم فیسلطون علیھم ویذوب الدجال حین یری ابن مریم کما یذوب الرصاص حتی یاتیہ أو یدرکہ عیسیٰ ابن مریم فیقتلہ۔

(المصنف لعبد الرزاق ج۱۱ص۳۹۸کذافی النھایۃ ص ۱۲۱۔الفتن لنعیم بن حماد:ج۲ص۵۷۴رقم الحدیث۱۶۰۲)

ترجمہ: (حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے نزول کے بعد مسلمانوں کے پوچھنے پر کہیں گے کہ) میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول، اس کی روح اور کلمہ عیسیٰ ابن مریم ہوں۔ تمہیں تین باتوں میں سے ایک کا اختیار ہے جو چاہے منتخب کرلو۔ (۱) دجال اور اس کے لشکر پر اللہ تعالیٰ آسمان سے کوئی عذاب بھیج دے۔ (۲) ان سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے۔ (۳) تمہارا اسلحہ ان پر مسلط کر کے ان کے اسلحہ سے تمہیں بچالے۔ مسلمان عرض کریں گے یارسول اللہ! یہی تیسری صورت ہمارے دلوں کے لیے زیادہ باعثِ شفا ہے۔ پھر تم اس دن دیکھو گے کہ ایک لمبا تڑنگا خوب کھاتا پیتا یہودی بھی ہیبت کی وجہ سے اپنے ہاتھ میں تلوار نہ اٹھا سکے گا اور مسلمان 'پہاڑ' سے اتر کر ان پر غالب آجائیں گے اور دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی سیسہ کی طرح پگھلنا شروع ہو جائے گا یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام باب لُد پر اس کو جالیں گے اور قتل کرڈالیں گے۔

(۴) فتنوں کے زمانے میں اور خاص کر دجال اکبر کے فتنے سے بچنے کے دو ہی راستے ہیں، ان

کے علاوہ کوئی اور تیسرا راستہ نہیں:

(۱) جہاد فی سبیل اللہ:

قربِ قیامت میں جب حالات ایسے ہوں کہ فتنوں کی بارش ہو رہی ہو اور اس کے تھپیڑے ہر کسی کو اپنی لپیٹ میں لے رہے ہوں تو اس موقع پر صرف وہ ہی اپنے ایمان کی حفاظت کر سکے گا جو دجال اکبر، اس کے حلیفوں اور ان کے غلاموں کے جو "مسیح الضلالۃ" کے خروج کا راستہ ہموار کر رہے ہیں، کے خلاف ہونے والے جہاد فی سبیل اللہ سے کسی نہ کسی صورت جڑ جائے۔ اولین صورت یہ کہ عملی طور پر جہاد میں شرکت کی جائے اور جب تک اس کی کوئی فوری صورت ممکن نہ ہو تو پھر جہاد فی سبیل اللہ کرنے والوں کی اپنے مال سے مدد کی جائے اور زبان سے ان کا دفاع کیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خیر الناس فی الفتن رجل آخذ بعنان فرسه أو قال برسن فرسه خلف اعداء الله یخفیهم و یخیفونه۔

(هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین و ل... یخرجاه ووافقه الذهبی "مستدرك حاکم علی الصحیحین ج:٤ ص:٥١٠)

ترجمہ: فتنوں کے دور میں بہترین شخص وہ ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام (یا فرمایا) اپنے گھوڑے کی نکیل پکڑے اللہ کے دشمنوں کے پیچھے ہو، وہ اللہ کے دشمنوں کو خوف زدہ کرتا ہو اور وہ اس کو ڈراتے ہوں۔

(۲) ہجرت فی سبیل اللہ:

دوسرا درجہ یہ ہے کہ اگر وہ اس چیز کی سکت نہ رکھتا ہو تو اپنے دین کو بچانے کی خاطر ان پہاڑی علاقوں کی طرف ہجرت کر جائے جہاں اللہ کے برگزیدہ بندوں کی عملداری ہو۔

یوشك ان یکون خیر مال المسلم غنم یتبع بها شعف الجبال و مواقع القطر یفر بدینه من الفتن۔

(مصنف ابن ابی شیبه ج:٧ ص:٤٤٨ رقم الحدیث:٣٧١١٦)

ترجمہ: ایسا وقت قریب ہے کہ مسلمان کا بہترین مال وہ بکریاں ہوں گی جن کو لے کر وہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور (دور دراز کے) بارانی علاقوں میں دین کو بچانے کی خاطر فتنوں سے بھاگ جائے۔

((احب شیء الی الله تعالیٰ الغرباء قیل و من الغرباء قال الفرارون بدینهم یبعثهم الله مع عیسیٰ بن مریم علیهما السلام۔ (کتاب الزهد الکبیر ج:٢ ص ١١٦ عن عبدالله بن عمرو)

ترجمہ: اللہ کے سب سے محبوب لوگ غربا ہوں گے۔پوچھا گیا کہ غربا کون ہیں؟ فرمایا جو اپنے دین کو بچانے کے لیے فتنوں سے دور بھاگ جانے والے۔اللہ تعالیٰ ان کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ شامل فرمائے گا۔

جو اس دجال اکبر اور اس کے لشکر کے خلاف جہاد کے میدان میں ڈٹ گیا اس کے رزق کی ذمہ داری اللہ خود لے لے گا:

عن عمران بن حدیر عن أبی مجلزقال اذاخرج الدجال کان الناس ثلاث فرق......فرقة تقاتله......فمن استحرز منه فی رأس جبل أربعین لیلة أتاه رزقه۔

(السنن الواردة فی الفتن ج:٦ص:١١٧٨ واسناده صحیح)

ترجمہ: جب دجال آئے گا تو لوگ تین جماعتوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ایک جماعت اس دجال سے قتال کرے گی۔چنانچہ جو شخص اس دجال کے خلاف چالیس راتیں پہاڑ کی چوٹی پر ڈٹا رہا اس کو (اللہ کی جانب سے) رزق ملتا رہے گا۔

اور جو کوئی دجال اکبر یا اس کے لشکر کے ہاتھوں مارا گیا اس کا درجہ کیا ہو گا؟

عن عبد اللّٰه بن عمرو قال أفضل الشهداء عند اللّٰه تعالیٰ شهداء البحر وشهداء اعماق أنطاکیة وشهداء الدجال۔

(الفتن نعیم بن حماد ج:٢ص:٤٩٣ واسناده فیه کلام)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل شہداء، بحری جہاد کے شہدا اور اعماقِ انطاکیہ کے شہدا اور دجال کے خلاف لڑتے ہوئے مارے جانے والے شہدا ہیں۔

(۸) شریعت اسلامی کی بحالی

وعن ابن عباس رضی الله عنه قال قال رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم یوم من امام عادل افضل من عبادة ستین سنة وحد یقام فی الارض بحقه ازکی فیها من مطر اربعین عاما۔

(الطبرانی فی الکبیر والاوسط،مجمع الزوائد ج:٥ص:١٩٧،وفیه سعد ابو غیلان الشیبانی ولم اعرفه وبقیة رجاله ثقات)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امام عادل کا ایک دن افضل ہے ساٹھ سال کی عبادت سے اور زمین پر ایک حد کا قیام چالیس سالوں کی بارش سے زیادہ

خوش حالی کا باعث ہے۔

جب امام عادل کی جگہ ''کفر کے امام'' اور ''گمراہوں کے سردار'' لے لیں اور اللہ کی حدود کے نفاذ کے بجائے ان کا استہزا کیا جا رہا ہو اور کفر کی حدوں کو نافذ کیا جا رہا ہو تو کیا زمین و آسمان سے رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہو گا یا پھر ان سے عذاب اور مصائب کا ظہور، اور جب زمین پر اللہ کے قانون کے بجائے کفر کا قانون چل رہا ہو تو قرآن ان حالات کو ''فساد'' سے تعبیر کرتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک انسانی جان کی کوئی حرمت نہیں رہتی یعنی اللہ تعالیٰ کو کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ لوگوں کی اکثریت کس وادی میں ہلاک ہو رہی ہے۔ صرف ایک حالت ایسی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے نزدیک انسانی جان کی کوئی حرمت نہیں رہتی، وہ ہے ''فساد فی الارض'' اور اس کا سب سے بڑا مظہر شریعت اسلامی کا زمین پر مکمل نفاذ نہ ہونا ہے۔ چنانچہ ان وجوہات کی وجہ سے آج پوری امت محمدیہ جس کرب اور تکلیف سے گزر رہی ہے شاید ہی چودہ سو سالوں میں یہ کیفیت کبھی اس پر آئی ہو۔

ابلیس اور اس کے حلیف یہ چاہتے ہیں کہ ''دجال اکبر'' کا خروج اس وقت ہو جب پوری دنیا پر اس کے آنے سے پہلے ابلیس کی حکومت کا جھنڈا لہرا رہا ہو۔ چنانچہ وہ ہر اس گروہ اور جماعت کا خاتمہ چاہتے ہیں جو اس امر کے لیے کھڑی ہو یعنی شریعت اسلامی کا نفاذ، لہٰذا آج وہ ہر اس گروہ یا جماعت جو کہ اس امر کے لیے کھڑی ہو کہ ''زمین اللہ کی، قانون بھی اس کا'' اور اس کے لیے وہ منصوص، مسنون اور ماثور طریقے یعنی جہاد فی سبیل اللہ کو اختیار کرے تو ابلیس، قوم یہود اور اس کے تحالف میں بندھی حکومتیں اور ان کے عسکری لشکر اس گروہ کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لیے اپنی پوری قوت کے ساتھ اس پر چڑھ دوڑتی ہیں۔

اللہ اور اس کے رسول کی شریعت کی معطلی اور اس کے مطابق فیصلوں کا نہ ہونے کی وجہ سے آج امت محمدیہ ان ہی دو عذابوں میں مبتلا ہے لہٰذا اس سے نجات کی راہ یہی ہے کہ شریعت اسلامی کا نفاذ کیا جائے اور اس کا طریقہ ہمیں جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا وہ ہے اپنی شرعی معنوں کے ساتھ ''جہاد فی سبیل اللہ'' کیونکہ صحیح احادیث مبا سے یہ بات صراحتاً ثابت ہے کہ اسی ''جہاد فی سبیل اللہ'' سے ابلیس، دجال اکبر اور قوم یہود کے نیو ورلڈ آرڈر کے قیام میں رکاوٹ کھڑی ہو گی اور دوسری طرف شریعت کا قیام بھی ہو گا اور دیگر علاقوں میں اسلام کی بالادستی قایم ہو گی۔

(۹) عقیدہ الولاء والبراء کو عام کرنا

ابلیس نے قوم یہود کو جس تحالف میں جکڑ رکھا ہے وہ دنیا کے ہر گروہ اور فرد کو اس میں جکڑنا

چاہتا ہے تا کہ جن مقاصد کا حصول وہ چاہتا ہے جس میں سب سے اولین دجال اکبر کے خروج کے ذریعے اس کائنات پر اپنا حکم نافذ کرنا ہے، اس میں سب کے سب اس کے مددگار بن جائیں یا کم از کم اللہ کے عذاب کے شکار ہونے کی صورت میں وہ انسانوں کی اکثریت کو اپنے ساتھ جہنم کا حقدار بنا دے۔

﴿ كُتِبَ عَلَيْهِ أَنَّهُ مَن تَوَلَّاهُ فَأَنَّهُ يُضِلُّهُ وَيَهْدِيهِ إِلَىٰ عَذَابِ السَّعِيرِ ﴾ (الحج:٤)

ترجمہ: اس (شیطان) کے متعلق لکھ دیا گیا ہے کہ جو کوئی اسے دوست بنائے گا تو وہ اسے گمراہ کر دے گا اور اسے آگ کے عذاب کی طرف لے جائے گا۔

چنانچہ آج امت محمدیہ کے اندر یہ بات عام کرنے کی ضرورت ہے کہ شریعت اسلامی کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کہ ہر وہ شخص جو مسلمان ہونے کا دعویٰ رکھتا ہو تو اس کے لیے 'لوازم اسلام' میں سے ہے کہ وہ صرف مومنوں سے ہی دوستی کرے اور اُن کی ہر موقع پر مدد و نصرت کرے، جبکہ ابلیسی تحالف میں بندھے اللہ کے دین کے باغیوں اور کافروں سے دشمنی اور عداوت رکھے اور جو کوئی اس کے برعکس کافروں سے دوستی کرتا ہے، مسلمانوں کے خلاف کافروں کی مدد و معاونت کرتا ہے اور کافروں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف جنگ و قتال کرتا ہے اس کا مسلمان ہونا دنیا و آخرت میں کسی کام کا نہیں اور وہ از روئے شریعت کافر ٹھہرتا ہے۔ اسلام میں اسی عقیدے کا نام ''عقیدۃ الولاء والبراء'' (یعنی اللہ ہی کے لیے دوستی اور اس کے لیے ہی دشمنی) ہے۔ چنانچہ اس عقیدے کو عام کرنے کی ضرورت ہے تا کہ یہ بات ہر مسلمان جان لے کہ شریعت میں ''عقیدہ الولاء والبراء'' کی کسوٹی کتنی نازک ہے کہ ایک مسلمان کا اہل ایمان کے مقابلے میں کافروں کے ساتھ مل کر لڑنا، اہل ایمان کی جاسوسی کرنا اور اُن کو گرفتار کرانا، اہل ایمان کے مقابلے میں کافروں کے ساتھ کسی بھی قسم کا تعاون کرنا خواہ وہ عسکری ہو یا غیر عسکری، اُن کو لاجسٹک سپورٹ فراہم کرنا، اُس کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے اور اُس کا نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا، زکوٰۃ و حج ادا کرنا کسی کام کا نہیں اور یہ جرم اُس کے پچھلے کیے گئے تمام نیک اعمال کو بھی ضائع کر دیتا ہے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ بیان کرتے ہیں:

> ''اللہ تعالیٰ نے یہ بات بیان فرمائی ہے کہ آپ کوئی ایسا بندۂ مومن نہیں پائیں گے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے مخالفین سے محبت کرتا ہو۔ اس لیے کہ ایک بندۂ مومن کا حقیقی ایمان، اللہ اور اس کے رسول کے کسی مخالف سے محبت و مودّت کی نفی کرتا ہے۔ جس طرح دو متضاد چیزیں ایک دوسرے کی وجود کی نفی کرتی ہیں (جیسے پانی اور آگ)۔ اس مسلمہ حقیقت سے معلوم ہوا کہ جس کسی بندۂ مومن کے

دل میں ایمان ہوگا تو پھر اس کے دل میں اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے محبت نہیں ہو سکتی۔“

(مجموع الفتاوی: ۱۷/۷)

9/11 کے بعد یہودیت کے خادم سابق امریکی صدر بش جونیئر نے خود اعلان کر دیا کہ کون ہمارے خیمہ میں ہے اور کون ہمارے دشمن (یعنی اہل ایمان) کے خیمہ میں رہنا چاہتا ہے۔ چنانچہ صدر بش کے الفاظ یوں تھے:

"Every nation, in every region,now has a decision to make. Either you are with us, or you are with the terrorsts."

ترجمہ: ہر قوم جو کہیں بھی رہتی ہو، اس کو ابھی یہ فیصلہ کرنا ہوگا آیا وہ ہمارے ساتھ ہے یا وہ ہمارے دشمنوں کے ساتھ ہے۔

چنانچہ اس کے بعد لوگوں کی کثیر تعداد اِن دونوں خیموں میں سے ایک کا انتخاب کر چکی ہے، مگر ابھی کچھ لوگ باقی ہیں، لیکن محمد عربی ﷺ کا رب یہ کام مکمل فرما کر رہے گا اور اب آنے والے وقت میں بالکل واضح ہو جائے گا کہ کون ایمان والا ہے اور کس کے دل میں ایمان والوں سے زیادہ اللہ کے دشمنوں کی محبت چھپی ہوئی ہے۔ ہر ایک کو اپنے بارے میں سوچنا چاہیے کہ وہ کس خیمہ میں ہے یا کس خیمہ کی طرف اس کا سفر جاری ہے۔ چنانچہ آج جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا وہ ابلیس اور قوم یہود کے ساتھ تحالف میں بندھی حکومتوں، جماعتوں اور عسکری لشکروں سے بغض وعداوت رکھے گا اور اس کے مقابلے پر آنے والے اللہ کے بندوں سے دوستی اور محبت والفت رکھے گا اور ان کی عزت وجان کا ہر جگہ دفاع کرے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلرَّجُلُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِهٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلُ۔ (جامع ترمذی)

ترجمہ: آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے پس تم میں سے ہر کوئی یہ دیکھے کہ وہ کس کو دوست بنا رہا ہے۔

(۱۰) میڈیا کے سحر سے اپنے آپ کو بچانا

جیسا کہ ہم پچھلے ابواب میں بیان کر چکے ہیں کہ جو لوگ آج جس قدر ”میڈیا“ کے سحر میں مبتلا ہیں وہ کل اتنی ہی تیزی کے ساتھ دجال اکبر کے فتنے کا شکار ہو جائیں گے۔ چنانچہ درج ذیل امور کا خاص خیال رکھا جائے:

- میڈیا بشمول اخبارات و رسائل سے حتی الامکان اور خاص کر ان میں دکھائے جانے

والے Tv Talk Shows اور اخبارات کے ایڈیٹوریل صفحات سے تو کلیتاً اجتناب کیا جائے کیونکہ یہی سب سے بڑھ کر فتنوں میں مبتلا کرنے والے ہیں۔

- جدید کمیونی کیشن (ٹیلی فون، موبائل، انٹرنیٹ وغیرہ) اور دیگر جدید ی سہولیات کا خود کو محتاج نہ بنایا جائے بلکہ ابھی سے ایسی عادت بنائی جائے کہ اگر کل یہ سارا نظام آپ کو چھوڑنا پڑے تو اس صورت میں کوئی مشکل نہ ہو اور دوسرا یہ کہ ان پر کم سے کم ہی اعتماد دنیا اور آخرت کے لیے فائدہ مند ہوگا۔
- موجودہ دور میں دجالی قوتوں کی کوشش ہے کہ وہ حق اور اہل حق کے خلاف اتنا پروپیگنڈہ کریں کہ اس کے زور میں حق دب کر رہ جائے۔ اس لیے اگر کوئی بات مغربی میڈیا کی جانب سے سنی جائے تو جب تک کہ صورتِ حال واضح نہ ہو جائے کسی اور کو نہ بتائی جائے۔ اس طرح دجالی قوتوں کے پروپیگنڈے کا اثر اگر بالکل ختم نہ ہو، تو اس کا زور ضرور ٹوٹ جائے گا۔
- جب کسی کو دجالی قوتوں کی جانب سے مشتبہ بنا دیا جائے اور صحیح اور غلط کا فیصلہ کرنا مشکل ہو جائے تو اس وقت ایمان والوں کے لیے جدید مادی وسائل کے ذریعے معلومات کے بجائے اللہ ہی کی طرف رجوع کرنے میں خیر ہوگی۔ کیونکہ حالات کو دجال کی آنکھ سے دیکھنے والے اور اللہ کے نور سے دیکھنے والے برابر نہیں ہو سکتے۔ جیسا کی ارشاد ربانی ہے:

﴿اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صدرهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ﴾ (سورۃالانعام:۱۲۵)

ترجمہ: تو کیا وہ شخص جس کے سینے کو اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے (تو کیا وہ اُس کے برابر ہو سکتا ہے جو اندھیرے میں ہو)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال اکبر کے فتنے سے پہلے جن فتنوں کے پھیل جانے کی خبر دی تھی آج ان فتنوں کے پھیلنے کا سب سے بڑا ذریعہ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا ہے۔ محسوس ایسا ہوتا ہے کہ دجال اکبر کی فتنہ انگیزی میں سب سے بڑا کردار اسی میڈیا کا ہوگا۔ یہی وہ میڈیا ہوگا جو دجال کے پیغام کو مشرق و مغرب تک پھیلانے میں اہم کردار ادا کرے گا۔

ینادی بصوته یسمعه به مابین الخافقین۔ (کنزالعمال: ج۲ ص ۷۵۳ برمسنداحمد)

ترجمہ: پکارے گا دجال ایک ایسی آواز سے جسے خافقین (مشرق و مغرب) کے درمیان رہنے والے سنیں

گے۔

یہودی دجالی عزائم کی تکمیل کے لیے دنیا کا ۹۷ فیصد میڈیا خرید چکے ہیں اور یہ سب ان کا پروپیگنڈہ کر رہے ہیں۔

(۱۱) دجال اکبر کی آگ میں کود جانا

فتنۂ دجال اکبر کے ماقبل کے فتنوں کا سب سے بڑا اثر یہ ہوگا کہ سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ، امین کو خائن اور خائن کو امین دکھایا جائے گا۔ **اس میں** سب سے بڑا کردار انسانی آنکھوں پر کیا جانے والا وہ عالمگیر اور عظیم ترین "سحر" ہوگا جس کا ظاہری اور باطنی اثر یہ ہوگا کہ حق باطل نظر آئے گا اور باطل کو حق دکھایا جائے گا، تباہی و بربادی کے راستے کو کامیابی اور نجات کے راستے کو بربادی دکھایا جائے گا گویا کہ آگ کو پانی اور پانی کو آگ دکھایا جائے گا۔

عن حذیفه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال فی الدجال ان معه ماء و نارفناره ماء بارد وماؤه نار۔

(صحیح البخاری: ج ٦ ص ٢٦٠٨ رقم الحدیث ٦٧١١ـ صحیح مسلم: ج ٤ ص ٢٢٤٩، رقم الحدیث: ٢٩٣٤)

ترجمہ: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے متعلق فرمایا کہ اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوگی، اس کی آگ درحقیقت ٹھنڈا پانی ہوگا اور پانی آگ ہوگی۔

چنانچہ دجال اکبر اپنی عملداری اور حکمرانی قبول کرنے والوں کو بظاہر سرسبز و شاداب کر دے گا اور اس کی ربوبیت سے انکار کرنے والوں اور ان کے علاقوں کو بظاہر بنجر و برباد اور آگ کے دریا میں جھونک دے گا۔

فیاتی علی القوم فیدعوهم فیؤ منون به ویستجیبون له فیامر السماء فتمطروالارض فتنبت فتروح علیهم سارحتهم اطول ماکانت ذری واسبغه ضروعاوامده خواصر،ثم یاتی القوم فیدعوهم فیردون علیه قوله فینصرف عنهم فیصبحون ممحلین لیس بایدیهم شئ من اموالهم۔

(صحیح مسلم: ج ٤ ص ٢٢٥٢ رقم الحدیث ٢٩٣٧، سنن ابن ماجة: ج ٢ ص ١٣٥٦ رقم الحدیث ٤٠٧٥)

ترجمہ: دجال لوگوں کی ایک جماعت کے پاس آ کر ان کو اپنے اوپر ایمان لانے کی دعوت دے گا چنانچہ وہ اس کی بات مان کر اس پر ایمان لے آئیں گے تو دجال آسمان کو برسنے کا حکم دے گا پس آسمان سے بارش

شروع ہو جائے گی، زمین کو حکم دے گا وہ نباتات اگائے گی چنانچہ ان کے اونٹ شام کے اوقات میں اس حال میں واپس آئیں گے ان کے کوہان خوب اونچے، تھن خوب لبریز اور کوکھیں خوب بھری ہوں گی...... پھر وہ لوگوں کی ایک اور جماعت کے پاس جا کر ان کو اپنے اوپر ایمان لانے کی دعوت دے گا وہ اس کی بات کو رد کر دیں گے اور دجال وہاں سے چلا جائے گا اور یہ لوگ قحط سالی کا شکار ہو جائیں گے، ان کے ہاتھوں میں ان کا کوئی مال باقی نہیں رہے گا۔

آج ابلیس کے تحالف میں بندھے یہودی اور ان کی غلامی میں بندھی حکومتیں اور عسکری لشکر اسی راستے پر عمل پیرا ہیں۔ دنیا میں رائج ابلیسی نظام (چاہے وہ سرمایہ داری ہو یا لبرل ازم، سیکولر ازم اور ڈیموکریسی کے نام سے ہو) کے خلاف جو بھی میدان عمل میں آتا ہے تو یہ اس کو جینے کے حق سے محروم کر دیتے ہیں۔ ابلیسی نظام کو قبول نہ کرنے والوں کی بستیوں کی بستیاں ویران کر دی جاتی ہیں، کھیتوں اور کھلیانوں کو اجاڑ دیا جاتا ہے، اللہ کی حاکمیت کے قیام کے لیے 'سنت جہاد' اختیار کرنے والوں کے لیے آگ ہی آگ ہے۔ اس کے برعکس ابلیسی اور دجالی نظام کے قبول کرنے والوں پر تجوریاں کھول دی جاتی ہیں۔

ان مع الدجال اذاخرج ماء و نار فأما الذی یری الناس انھاالنارفماء باردواماالذی یری الناس انہ ماء باردفنار تحرق فمن ادرك منكم فليقع فی الذی یری انھا نارفانه [illegible] بارد۔

(صحیح البخاری: ج۳ ص۱۲۷۲)

ترجمہ: دجال اپنے ساتھ پانی اور آگ لے کر نکلے گا۔ جس کو لوگ پانی دیکھیں گے حقیقت میں وہ جھلسا دینے والی آگ ہوگی اور جس کو آگ دیکھیں گے وہ حقیقت میں ٹھنڈا پانی ہوگا۔ سو تم میں سے جو دجال کو پائے تو اپنے آپ کو اس چیز میں ڈالے جس کو اپنی آنکھوں سے آگ دیکھتا ہے اس لیے کہ وہ حقیقت میں میٹھا اور ٹھنڈا پانی ہوگا۔

فمن ابتلی بنارہ فلیستغث باللّٰہ ولیقرا فواتح الکھف، فتکون علیہ برداو سلاما کما کانت النارعلی ابراھیم۔ (السنن ابن ماجة: ج۲ ص۱۳۶۰ رقم الحدیث ۴۰۷۷)

ترجمہ: جو شخص اس کی جہنم میں گرفتار ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اللہ سے مدد طلب کرے اور اس پر سورۃ الکھف کی ابتدائی آیات پڑھ دے، اس کی برکت سے وہ اس کے لیے نارِ ابراھیم کی طرح ٹھنڈک اور سلامتی والی بن جائے گی۔

(۱۲) سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ کرنا

احادیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہے کہ فتنۂ دجال اکبر سے قبل کے فتنوں میں جب زمین پر فسادِ عظیم کی ابتداء ہو جائے گی، اس دورِ فتن میں بچنے کا سب سے محفوظ طریقہ اور نجات کا سب بڑا قرینہ ''سنت رسول'' کو زندہ کرنا ہے۔ سنت رسول سے مراد زندگی کے ہر معاملے یعنی عقائد، عبادات، معاملات اور عادات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کو اختیار کرنا۔

ان احسن الحدیث کتاب اللہ و أحسن الهدی هدی محمد صلی الله علیه و سلم۔
(صحیح البخاری: ج ٦ ص ٦٥٥ ؛ رقم الحدیث: ٦٨٤٩)

ترجمہ: سب سے بہترین بات اللہ کی کتاب ہے اور سب سے بہترین راستہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ ہے

چنانچہ اس ''طریقۂ نبوی'' میں وہ عقاید و احکامات آ جائیں گے جو کہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نصوص کے درجہ پر پہنچتے ہوں اور جن پر یقین و عمل فرض کے درجے کو پہنچتا ہو مثلاً عقاید میں نزول عیسیٰ ابن مریم، ظہورِ مہدی اور خروجِ دجال وغیرہ اور احکامات میں قصاص اور حدود اللہ کا قیام، خلافت کے استحکام اور قیام کے لیے جہاد کا قیامت تک جاری رہنا وغیرہ جن کے انکار سے انسان کا اسلام خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ اسی طرح سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت عبادات میں، فرائض میں، معاملات میں اور احکامات میں وہ اوامر و نواہی جن پر عمل کرنا بھی ایک مسلمان کے لیے لازم قرار پائے اور جن کے کرنے یا نہ کرنے پر بشارتیں یا وعیدیں وارد ہوئیں ہوں۔ اس کے علاوہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت وہ ''متواتر عادات'' جن کو ''سنت زائدہ'' بھی کہتے ہیں اختیار کرنا قابلِ تحسین، پسندیدہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عشق کے اظہار کا ذریعہ ہو، اور جن کے اختیار کرنے یا نہ کرنے میں کوئی وعید یا ملامت نہ ہو مگر صحابہ کرام نے اس پر بھی اختیاری لزوم اور مداومت دکھائی مثلاً لہسن اور پیاز کا استعمال نہ کرنا، ثرید اور کدو پسند کرنا، زمین پر بیٹھ کر کھانا کھانا وغیرہ وغیرہ چونکہ وہ صحابہ کرام جانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی بھی معاملہ میں کوئی بھی عمل چاہے وہ لزوم کا درجہ رکھتا ہو یا نہیں، لیکن اس ''اصلاح'' اور ''سنت قائمۃ'' کے قیام کے لیے سب سے بڑا معاون ہے جس کے قیام کے لیے رسولوں کو بھیجا جاتا تھا اور اس ''فسادِ عظیم'' کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے جس کو شیطان اپنے تحالف میں بندھے لوگوں کے ذریعے اس پوری کائنات میں پھیلانا چاہتا ہے۔

تخلیقِ آدم علیہ السلام سے جتنی بھی کوشش اور سعی ابلیس لعین نے انسانیت کو گمراہ کر کے اور

اپنا ہم نوا بنا کر اللہ تعالیٰ اور اس کی فطرت کے مقابل لا کھڑا کرنے کی کوشش کی اور اس کے نتیجے میں اس کے تحالف میں بندھے لوگوں کی طرف سے زمین پر جو بغاوت، قتل و غارت، ظلم و ستم اور زمین پر دین اللہ کی پامالی کرنے والی ہر سعی کی گئی، قرآن نے اس کو "فتنہ" یا "فساد فی الارض" سے تعبیر کیا اور اس کے مد مقابل حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم الانبیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیا و رسل اور ان کے اعوان و انصار کی ہر کوشش، ہر سعی اور ہر اقدام کو قرآن نے "اصلاح" سے تعبیر کیا۔

آخر میں یہ سوال کہ وہ "صلاح" جس کی بحالی پر ہماری نجات کا دارومدار ہے وہ کیسے قائم ہوگی؟ جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنت (طریقے) کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے جو کہ زندگی کے تمام معاملات پر محیط ہے (جس کی وضاحت اس مضمون کے شروع میں آئی)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "فساد فی الارض" میں "صلاح" کو بحال کرنے کے لیے عقائد، عبادات، معاملات اور اخلاقیات کے ہر پہلو کے حوالے سے اپنی ایک سنت جاری فرمائی۔ جس میں ہر حالت میں اور ہر قیمت پر سچ بولنے کی سنت سے روزمرہ کھانے پینے کی سنت اور نشست و برخاست کی سنت، ظالموں کے سامنے کلمہ حق کہنے کی سنت، اللہ کے علاوہ معاشرے میں جو اور "الٰہ" بنے ہوئے ہیں ان سے دشمنی اور برأت کی سنت، حدود اللہ کے ٹوٹنے پر غضب ناک بھی ہونے کی سنت، اعلاء کلمۃ اللہ اور خلافت کے قیام کے لیے جہاد فی سبیل اللہ کی سنت۔ چنانچہ ان تمام معاملات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے احیا ہی میں دراصل اس "صلاح" کے قیام کا دارومدار ہے جس پر ہماری نجات کا دارومدار ہے۔

ان الدین بدأ غریبا و یرجع غریبا فطوبی للغرباء الذین یصلحون ماأفسد الناس من بعدی من سنتی۔
(سنن الترمذی: ج ٥ ص ١٨ رقم الحدیث: ٢٦٣٠)

ترجمہ: دین شروع میں اجنبی تھا اور عن قریب پھر پہلے کی طرح اجنبی ہو جائے گا۔ لہٰذا اُن لوگوں کے لیے بشارت ہے جن کو دین کی وجہ سے اجنبی سمجھا جائے اور یہ وہ لوگ ہیں جو میرے بعد میری جس سنت کو لوگ بگاڑ دیں اُس سنت کو ٹھیک کر دیتے ہیں۔

من تمسک بسنتی عند فساد امتی فله اجر مائة شهید۔

(کتاب الزهد الکبیر: ج ٢ ص ١١٨ رقم الحدیث: ٢٠٧۔ الترغیب و الترهیب: ج ١ ص ٤١ رقم الحدیث: ٦٥۔ مسند الفردوس: ج ٤ ص ١٩٨ رقم الحدیث: ٦٦٠٨، عن ابن عباس)

ترجمہ: جس کسی نے میری امت میں فساد کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے تھام لیا اس کو سو شہیدوں کے

برابر ثواب ملے گا۔

''میری امت کے اختلاف کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے تھامنے والا، ہاتھ میں چنگاری لینے والے کی طرح ہوگا۔'' (عن ابی ھریرہ، کذافی کنز العمال ۱/۴۷)

ان حالات میں امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ''شاہ کلید'' مسلمانوں کو عطا کی ہے، فرمایا:

ثم انه سيأتي ناس يجادلونكم بشبهات القرآن فخذوهم بالسنن فان أصحاب السنن أعلم بكتاب الله۔ (سنن الدرامی: ج۱ ص ۶۲ رقم الحدیث: ۱۱۹)

ترجمہ: عن قریب کچھ لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن کریم (کی غلط تعبیر) سے (دین میں) شبہات پیدا کر کے تم سے جھگڑا کریں گے، انہیں تم ''سنتوں'' سے پکڑو کیونکہ سنت سے واقف حضرات ہی کتاب اللہ (کے صحیح مفہوم) کو خوب جانتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت اور دعا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فتنۂ دجال اکبر کو نہایت تفصیل سے بیان کیا کہ صحابہ کرام کے کلیجے دہل کر رہ گئے اور وہ سمجھے کہ شاید دجال یہیں کہیں مدینہ کی جھاڑیوں میں چھپا ہوا ہے۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تفصیلی خطبہ دیا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ وصیت فرمائی اور وہ ہمارے لیے بھی آج وصیت کا درجہ اسی طرح رکھتی ہے جیسے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے لیے رکھتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فمن حضر مجلسي ،وسمع قولي فليبلغ الشاهد الغائب۔

(مسند احمد: ج۶ ص ۴۵۶، رقم الحدیث ۲۷۶۲۱ عن اسماء بنت یزید)

ترجمہ: پس جو شخص میری مجلس میں حاضر ہو اور میری بات سنے تو اس کو چاہیے کہ غائب تک اس کو پہنچا دے۔

''میں اس کو (یعنی دجال کے فتنے کو) اس لیے بار بار بیان کرتا ہوں کہ تم اس میں غور کرو، سمجھو اور باخبر رہو اور اس پر عمل کرو اور اس کو ان لوگوں سے بیان کرو جو تمہارے بعد ہیں لہٰذا ہر ایک دوسرے سے بیان کرے اس لیے کہ اس کا فتنہ سخت ترین ہے۔ (السنن الواردۃ فی الفتن، عن حذیفۃ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز میں یہ دعا مانگتے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بھی اس کی

تلقین کرتے:

عن ابن عباس رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یعلمهم هذا الدعاء کما یعلمهم السورة من القرآن یقول قولوا اللهم انی اعوذبك من عذاب جهنم واعوذبك من عذاب القبر و اعوذبك من فتنة المسیح الدجال واعوذبك من فتنة المحیا والممات۔

(صحیح مسلم)

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ دعا اس اہتمام سے یاد کرائی جیسی قرانی آیات یاد کراتے: 'اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں جہنم کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے اور مسیح الدجال کے فتنے سے اور حیات اور موت کے فتنے سے۔

ضمیمہ اول

ہماری سیاست شیطانی گرفت میں

دجالی سیاسی نظام

اِس دجالی دور کے جن فتنوں نے سیدھے سادھے مسلمانوں کو اُلجھا رکھا ہے جن کی نشان دہی جناب اسرار عالم کر چکے ہیں ان میں کرپٹ سیاسی نظام، لادینی تعلیمی نظام اور معاشرے میں بے حیائی پھیلانے اور انھیں کنفیوز کرنے میں ماہر میڈیا شامل ہے۔ آیئے اِس شیطانی چالاکی پر ایک نظر ڈالیں جس نے ۵۷ آزاد ملکوں میں آباد ایک ارب ستاون کروڑ مسلمانوں کو بے بس ولاچار بنا کر رکھ دیا ہے۔ اور یہ محض تین سو کے قریب یہودی دماغوں کی سازش کا نتیجہ ہے۔ کہنے کو مسلم ممالک کے پاس آئین بھی ہے اور وقتاً فوقتاً انتخاب بھی ہوتے رہتے ہیں اور لوگوں کی بڑی تعداد ووٹ ڈالنے جاتی ہے۔ لیکن نہ تو لوگوں کے مسائل حل ہوتے ہیں نہ ملک کی معاشی حالت بہتر ہوتی ہے اور نہ وسائل کی منصفانہ تقسیم کا کوئی اہتمام کیا جاتا ہے۔ یہ کرپٹ سیاسی نظام مالدار طبقات خصوصاً بینکرز کے ساتھ گٹھ جوڑ کر لیتا ہے اور عوام کو غیر ضروری قرضے لینے پر آمادہ کرتا ہے تاکہ وہ ان پر سود کما سکے۔ شاہ ایران کے دور میں ایرانیوں کو غیر ضروری طور پر کاریں خریدنے پر لگا دیا گیا تھا حتیٰ کہ وہاں کاروں کی اتنی بھرمار ہو گئی تھی کہ گھنٹوں ٹریفک جام رہا کرتا۔ بینک انھیں کار خریدنے کے لیے لون دیتے۔ یہی صورتِ حال پاکستان میں اس وقت ہوئی جب مشرف حکومت نے پاکستان میں اس کی اجازت دی۔ ان کی یہ خوفناک سازش عیسائی ممالک میں اس لیے آسانی سے کامیاب رہی کہ عیسائیت میں کوئی سیاسی اور معاشی نظام نہیں دیا گیا اس لیے رومن اور یونانی بادشاہوں کی طرح کرسچین کلرجی سے گٹھ جوڑ کر کے یہودی دماغ ایک کرپٹ سیاسی نظام مسلط کرنے میں کامیاب رہا۔ جبکہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے ایک مکمل سیاسی اور اقتصادی نظام دیا ہے جسے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عملاً نافذ کر کے دکھا دیا۔ اور پھر آپ کے خلفا راشدین نے نیک افراد کی حکومت قایم کر کے قران کریم کے اس اعلان کو صحیح ثابت کر دکھایا: 'اور ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد یہ قانون لکھ دیا تھا کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے' (سورہ الانبیاء: ۱۰۵)

اسلامی نظام میں فقط نیک اور صالح افراد کو حکومت کا حق حاصل ہوتا ہے۔ جبکہ جدید جمہوریتیں صرف مالدار، سرمایہ دار اور جاگیردار افراد کو حکومت کا موقع دیتی ہیں خواہ وہ کتنے ہی کرپٹ کیوں نہ ہو۔ بلکہ الیکشن میں حصہ لے کر وہ ناجائز ذرائع سے اپنی آمدنی میں اضافہ بھی کر سکتے ہیں۔ امیر لوگ خود الیکشن لڑتے ہیں اور اپنی آلہ کار بننے والی سیاسی جماعت کو بھاری چندہ دے کر اس سے من چاہی قانون سازی کراتے ہیں۔ ایسی ہی بے اصول سیاست کے سبب امیر امیر تر ہوتے جاتے ہیں اور غریب غریب تر۔ وہ فلیپائن کا صدر مارکوس ہو یا ترکی صدر تانسوئیلر، مصر کا صدر حسنی مبارک ہو یا انڈونیشیا کا صدر سوہارتو محض بدترین کرپٹ عناصر برسر اقتدار لائے گئے اور برسہا برس قوموں پر مسلط رکھے گئے۔ اب تو بھارت جیسی قدیم اور بڑی جمہوریت کو بھی اندازہ ہو گیا ہے کہ ان کی قیادت کس قدر کرپٹ ہے۔ اس لیے وہاں بھی بے ایمان سیاسی رہنماؤں کو ہٹا کر دیانت دار قیادت لانے کی بات چل پڑی ہے۔ لادینی جمہوری نظام کی سب سے بڑی خامی یہی ہے کہ اقتدار کے دونوں امیدوار بے انتہا بد دیانت اور کرپٹ ہوتے ہیں۔ جسے بھی ووٹ دیا جائے نظام کو فرق نہیں پڑتا۔ دو سال قبل انٹرنیٹ پر خبر آئی کہ سوئٹزرلینڈ کے بینکوں میں سب سے زیادہ خفیہ ڈپازٹس بھارتی سیاستدانوں اور بیوروکریٹس کے ہیں۔ اس وقت یہ رقم ۱۴۵۶ بلین ڈالر تھی اور دوسرے نمبر پر برطانیہ تھا جس کے ۳۹۰ بلین ڈالر سوئس بینکوں میں جمع تھے۔ برطانوی جریدے ڈیلی ٹیلیگراف نے اطلاع دی ہے کہ بھارت کے ۵۴۵ ممبرانِ پارلیمنٹ میں ۱۴۳ جرائم پیشہ ہیں اور قتل، فراڈ اور ریپ جیسے جرائم میں ملوث ہیں۔ ان میں سے بعض بھارتی کابینہ میں بھی شامل ہیں۔ ادھر پاکستان میں میاں نواز شریف نے لندن کے مہنگے علاقے میں قیمتی فلیٹ خریدے تو آصف زرداری نے سرے محل بنا لیا۔ پھر فرانس اور امریکہ میں جائیداد بنائی۔ میاں صاحب نے سعودی عرب میں اسٹیل مل لگائی۔ یہ سرمایہ ان کے پاس کہاں سے آیا؟ مسلمان قوم کو گمراہ کرنے کے لیے اسے علاقائی اور لسانی بنیاد پر تقسیم کر دیا گیا ہے۔ اور سندھی، سندھی کو اور پنجابی، پنجابی کو ووٹ دیتا ہے۔ بجائے اس کے ہر قومیت کے نیک اور صالح افراد کو ووٹ دیا جائے تا کہ وہ دیانت داری اور خلوص سے قوم کی خدمت کریں لوگ گھٹیا تعصب کا مظاہرہ کر کے اپنی زبان بولنے والے افراد کو ووٹ دیتے ہیں یہ جانتے

ہوئے بھی کہ وہ بے ایمان ہیں اور قوم کی دولت غصب کریں گے۔ علامہ اقبالؒ نے سختی سے اس ذہنیت کا استیصال کیا ہے، فرماتے ہیں:

جو کرے گا امتیاز رنگ و خوں مٹ جائے گا
تُرک خرگاہی ہو یا اعرابیِ والا گہر

کاش دین مبین کی حامل امت حکمرانوں کے انتخاب میں دینداری اور خدا ترسی کو اہمیت دیتی، زبان اور علاقے کو نہیں۔

محمد جاوید اقبال

ضمیمہ دوم

ربا کی مضرتیں
ایک سابق بینکر کے تجربے کی روشنی میں

آج دجال کے نہایت مؤثر ہتھیاروں میں سے ایک ہتھیار ربا ہے۔ معیشت کی سطح پر یہ حکومتوں، صنعتوں اور بڑی کارپوریشنز کو قرض فراہم کرتا ہے۔ اور فرد کی سطح پر یہ انجان اور بھولے لوگوں کو بینک کے جال میں جکڑتا ہے۔ افراد کو بہتر معیارِ زندگی کا شوق دلا کر اور زندگی کی ان راحتوں اور آسائشوں کا متوالا بنا کر انھیں استطاعت سے بڑھ کر خرچ کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔ خواہ وہ نئی کار ہو، فرنیچر ہو، بڑی یا بہتر رہائش سب پرسنل فنانس کے ذریعے فراہم کیے جاتے ہیں۔

جب کوئی خاندان اس آرام طلب طرزِ زندگی کا عادی ہو جاتا ہے تو اسے اچھی کریڈٹ ہسٹری کی آڑ میں مزید قرض لینے پر آمادہ کیا جاتا ہے حتیٰ کہ اس کی ساٹھ سے ستر فی صد آمدنی قرض اور سود کی ادائیگی میں خرچ ہونے لگتی ہے اور خوراک، تعلیم، صحت اور وسیع تر خاندان کی ضروریات کے لیے بہت کم باقی رہ جاتا ہے۔ اس طرح جب وہ خاندان ان آسائشوں کا عادی ہو جاتا ہے تو مستقبل میں مزید آسائشیں حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس کے لیے خواہ روزی کمانے والے کو زیادہ محنت کرنی پڑے یا زیادہ زیرِ بار ہونا پڑے۔ وہ کسی قیمت پر ان سے جدا ہونا پسند نہیں کرتا۔ اس طرح خاندان کے مزید افراد چاہے وہ نوجوان جو ابھی تعلیم حاصل کر رہے ہوں یا خاتونِ خانہ جس کی ذمہ داری گھر ہی تک محدود رہی ہو' خاندان کے سربراہ کا ہاتھ بٹانے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اوقاتِ کار طویل تر ہو جاتے ہیں اور ان افراد کو عبادت اور بچوں کی تربیت کے لیے وقت نہیں مل پاتا اور نہ ان کے پاس اپنے اہلِ خانہ اور وسیع تر خاندان کے لیے وقت رہ جاتا ہے۔

رفتہ رفتہ حالات کے دباؤ میں صاحبِ خانہ جھوٹ بولنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ غیبت کر کے اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کی کوشش کرتا ہے اور رشوت دینے پر آمادہ ہو جاتا ہے اور یہ معاشرتی خرابیاں اس کے کردار کا حصہ بن جاتی ہیں۔ کیونکہ اسی طرح وہ اقتصادی نظام میں مسابقت کے قابل ہو پاتا ہے۔ چنانچہ مزید ایک خاندان رِبا کے گڑھے میں گر جاتا ہے۔

جو خاندان ربا سے نفرت کرتے ہیں اور اس سے بچنا چاہتے ہیں انہیں اسلامی بینکنگ کے نام پر پھانس لیا جاتا ہے جن کے طریقے اور مقاصد عام بینکوں ہی کی طرح ہوتے ہیں۔ سازش کے اس جال کا مقابلہ مومن کے عزم صمیم ہی سے کیا جاسکتا ہے یہ یقین کرتے ہوئے کہ زندگی ایک آزمائش ہے اور اپنی آمدنی کی حدود میں زندگی گذارتے ہوئے، جس کا انعام باری تعالیٰ سے آخرت میں ملے گا۔

و آخرُ دعوٰنا الحمدُ للہ رب العالمین

اسرار عالم کی تصانیف

- اسلام اور اکیسویں صدی کا چیلنج
- عالم اسلام کی سیاسی صورت حال
- عالم اسلام کی روحانی صورت حال
- عالم اسلام کی اخلاقی صورت حال
- عالم اسلام کی اقتصادی صورت حال
- بین الاقوامی ایجنسیوں کا تعارف اور ان کا طریقہ کار
- دجال (جلد اول)
- دجال (جلد دوم)
- دجال (جلد سوم)
- یا ساری الجبل! کیا دجال کی آمد آمد ہے؟
- معرکہ دجال اکبر: تفکیر، تدبیر، تعمیل (جلد اول)
- معرکہ دجال اکبر: تفکیر، تدبیر، تعمیل (جلد دوم)
- فتنۂ دجال اکبر: خطرات اور تدابیر
- عالم اسلام کی منصبی و مقصدی صورت حال
- مَا کَانَ وَمَا یَکُونُ
- مغربی مصنفین اور ان کی تحریریں